CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

॥ श्री: ॥

چندرکانتا سنتتی

سولهوان حصہ

مصنفہ

بابو دیوکی نندن کھتری

(*The right of translation and reproduction is reserved.*)

PUBLISHED BY
BABU DURGAPRASAD KHATRI.
PRINTED BY
PANNA LAL ROY MANAGER
AT THE LAHARI PRESS,
Benares City.
1916.

[قیمت فی جلد] [پہلی بار دو ہزار]

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

॥ श्री: ॥

چندرکانتا سنتتي

سولهوان حصہ

پهلا بيان

اب هم اپنے ناظرين کو پهر زمانيہ کے طلسم مين لے چلتے هين اور اِندرا کا بچا هوا قصہ اُسکي زباني سنواتے هين جسے ادهورا چهوڑ ديا گيا تها ٭

اِندرا نے ايک لمبي سانس ليکر اپنا قصہ يون کهنا شروع کيا :—

اِندرا — جب مين اپني مان کا لکها هوا خط پڑه چکي تو دل مين خوش هوکر سوچنے لگي کہ "ايشور چاهيگا تو مين بهت جلد اپني مان سے ملونگي اور هم دونون کو اِس قيد سے چهٹکارا مليگا - اب صرف اِتني هي کسر هے کہ داروغہ ميرے پاس آوے اور جو کُچهہ وہ کهے مين اُسے پورا کردون -" تهوڑي دير تک سوچکر مين نے انا سے کها "انا ! جوکُچهہ داروغہ صاحب کهين اُسے فوراً کرديدا چاهئے ٭"

انا — نهين بيٹي ايسا نکرنا چاهئے - تو بهولتي هے کيونکہ اِن چالبازيون کو سمجهنے لايق ابهي تيري

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

عمر نہیں ھے - اگر تو داروغہ کے کہنے مطابق کام کر دیگي تو تیري ماں اور ساتھہ ھي اسکے تو بھي مار ڈالي جائگي - اسمیں کوئي شک نہیں کہ داروغہ نے تیري ماں سے زبردستي یہہ خط لکھوایا ھے *

میں - تب تمنے اِس خط کے بارے میں کیسے کہا تھا کہ "میں تیرے لئے خوشخبري لائي هون "

انا - "خوشخبري" سے میرا یہہ مطلب نہ تھا کہ اگر تو داروغہ کے کہنے مطابق کام کر دیگي تو تجھے اور تیري ماں کو قید سے چھٹي ملجائگي بلکہ میرا یہہ مطلب تھا کہ تیري ماں ابھي تک جیتي جاگتي ھے اِسکا پتہ لگ گیا - کیا تجھے ابھي تک یہہ معلوم نہیں ھوا کہ خود داروغہ نے تجھے قید کیا ھے ؟

میں - یہہ تو میں خود تجھہ سے کہہ چکي ھون کہ داروغہ نے مُجھے دھوکھا دیکر قید کرلیا ھے *

انا - کیا تجھے چھوڑ دینے سے داروغہ کي جان بچ جائگي ؟ کیا داروغہ اِس بات کو نہیں سمجھتا کہ اگر تو چھوٹیگي تو سیدھے راجہ گوپال سنگھہ کے پاس چلي جائگي اور اپنا و لکشمي دیبي کا بھید کہہ دیگي ؟ اُسوقت داروغہ کا کیا حال ھوگا ؟

میں - ٹھیک ھے - داروغہ مُجھے کبھي نہ چھوڑیگا •

انا - کبھي نہ چھوڑیگا - داروغہ کمبخت تو اب

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

تک تجھے مار ڈالے ھوتا مگر اب تحقیق ھوگیا کہ اُسے تجھہ سے کُچھہ اپنا مطلب نکالنا ھے اِسي لئے ابھي تک قید کئے ھوے ھے جسدن اُسکا کام ھوجائگا اُسي دن تم دونون کو مار ڈالیگا - جبتک اُسکا کام نہین ھوتا تبھي تک تم دونون کي جان بچي ھے (خط کي طرف اشارہ کرکے) یہہ خط اُسنے اِسي چالاکي سے لکھوایا ھے جسمین تو اُسکا کام فوراً کردے •

مین - انا ! تو سچ کہتي ھے اب مین داروغہ کا کام کبھی نکرونگي چاھے جو ھو •

انا - اگر تو میرے کہنے پر عمل کریگي تو ضرور تم دونون کي جان بچي رھیگي اور کسي نہ کسي دن تم دونون کو قید سے چُھٹي مل ھي جائگي •

مین - بیشک جو تو کہیگي مین وھي کرونگي •

انا - مگر مین ڈرتي ھون کہ اگر داروغہ تجھہ کو دھمکاویگا یا مارے پیٹیگا تو تو مار کھانے کے خوف سے اُسکا کام ضرور کردیگي •

مین - نہین نہین ھرگز نہین - اگر وہ میري بوٹي بوٹي کاٹکر پھینک دیگا تو بھي تیرے کہے بغیر مین اُسکا کوئي کام نہ کرونگي •

انا - تو ٹھیک ھے مگر ساتھہ ھي اِسکے یہہ بھي نہ کہہ دیجیو کہ انا کہیگي تو مین تیرا کام کردونگي •

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

مين - نهين يهه تو مين نہ كهونگي مگر كهونگي كيا سو بتاؤ ؟

اندرا - بس جهان تک هو ٹال مٹول کرتي جائيو - آج کل کے وعدے پر دو تين روز ٹل جانا چاهئے اميد هے کہ اِس عرصہ مين هم لوگ چهوٹ جائين ●

اِسي بيچ مين صبح کي سپيدي کهڑکيون مين ديکهائي دينے لگي اور دروازہ کهول کر داروغہ بهي کمرے کے اندر آتا هوا ديکهائي ديا - داروغہ سيدهے ميرے پاس آکر بيٹهہ گيا اور بولا "اِندرا ! تو سمجهتي هوگي کہ داروغہ صاحب نے ميرے ساتهہ دغابازي کي اور مُجهے گرفتار کرليا مگر مين ايمان کي قسم کهاکر کهتا هون کہ دراصل يهہ بات نهين هے - سچ تو يون هے کہ خود راجہ گوپال سنگهہ تيرے دشمن هو رهے هين - اُنهون نے مُجهے حکم ديا تها کہ اِندرا کو گرفتار کرکے مار ڈالو - اور اُنهين کے حکم مطابق مين اُنکے کمرے مين بيٹها هوا تجهے گرفتار کرنے کي ترکيب سوچ رها تها کہ يکايک تو آگئي اور تجهے گرفتار کر ليا - لاچار هون کہ مين راجہ صاحب کا حکم ٹال نهين سکتا مگر ساتهہ هي اِسکے جب تجهے مارنے کا ارادہ کرتا هون تو مُجهے رحم آجاتا هے اور تيري جان بچانے کي تدبير سوچنے لگتا هون - تجهے اِس بات کا تعجب

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

ہوگا کہ راجہ گوپال سنگھہ تیرے دشمن کیون ہوگئے مگر مین تیرا یہہ شک بھی متادیتا ہون - اصل بات یہہ ہے کہ راجہ صاحب کو لکشمی دیبی کے ساتھہ شادی کرنا منظور نہ تھا اور جس خوبصورت عورت سے وہ شادی کیا چاہتے تھے وہ بیوہ ہوچکی تھی - لوگون کے ظاہر مین وہ اُسکے ساتھہ شادی نہین کر سکتے تھے اِسی لئے لکشمی دیبی کے بدلے مین وہ دوسری عورت اُلت پھیر کردی گئی تھی - اُنکے حسب الحکم لکشمی دیبی تو مار ڈالی گئی مگر اُن لوگون کو بھی چپ چاپ مار ڈالنے کا حکم راجہ صاحب نے دیدیا جنھین یہہ بھید معلوم ہوچکا تھا یا جنکی بدولت افشاے راز کا اندیشہ تھا - تیرے سبب سے بھی لکشمی دیبی کا بھید ضرور کُھل جاتا اِسلئے تو بھی اُنکے حکم سے گرفتار کرلی گئی *"

گوپال - (غصے سے) کیا کمبخت داروغہ نے تجھے اِسطرح سمجھا بُجھا دیا تھا ؟

اِندرا - جی ہان - اور یہہ بات اُسنے ایسے ڈھنگ سے افسوس کے ساتھہ کہی کہ مُجھے اور میری انا کو اُسکی باتون پر تھوڑی دیر کے لئے پورا یقین ہوگیا اور اُسکے بعد بہت دیر تک آپکی شکایت کرتا رہا *

گوپال - اور مُجھے وہ بہت دنون تک تیری شرارت

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

کا یقین دلاتا رہا ۔ پس اب مجھے معلوم ہوا کہ میرا سامنا کرنے سے تو کیوں ڈرتی تھی - اچھا تب کیا ہوا ؟

اِندرا - داروغہ کی بات سنکر انا نے اُس سے کہا کہ "جب آپکو اِندرا پر رحم آتا ہے تو کوئی ایسی ترکیب نکالئے جسمیں اِس لڑکی اور اِسکی ماں کی جان بچ جاے •"

داروغہ - میں خود اِسی فکر میں لگا ہوا ہوں - اِسکی ماں کو تو بدمعاشوں نے گرفتار کرلیا تھا مگر ایشور کے فضل سے وہ بچگئی میں نے اُسے اُن شیطانوں کے ہاتھہ سے بچا لیا •

انا - مگر وہ بھی تو لکشمی دیبی کو پہچانتی ہے اور اُسکی بدولت بھی لکشمی دیبی کا بھید کُھل جانا ممکن ہے !!

داروغہ - ہاں ٹھیک ہے مگر اِسکے لئے بھی میں نے ایک بندوبست کرلیا ہے •

انا - وہ کیا ؟

داروغہ - (ایک خط دیکھا کر) دیکھہ سرجو سے میں نے یہہ خط لکھا لیا ہے پہلے اِسے پڑھ لے •

میں نے اور انا نے وہ خط پڑھا اُسمیں یہہ لکھا ہوا تھا "میری پیاری لکشمی دیبی ! مُجھے اِس بات کا بڑا افسوس ہے کہ تیرے بیاہ کے وقت میں نہ آسکی

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

اِسکا ایک بہت بڑا سبب هے جو ملاقات هونے پر مین تجھ سے کہونگي مگر اپني بیٹي اِندرا کي زباني یہہ سنکر مُجھے بڑي خوشي هوئي که وه بیاه هونے کے ایک دن بعد تک تیرے ساتھ کھیلتي رهي •"

جب مین خط پڑھ چکي تو داروغہ نے مُجھ سے کہا "بس اب تو بھي ایک خط لکشمي دیبي کے نام لکھ دے اُسمین یہہ لکھ که "مُجھے اِس بات کا رنج هے که تیري شادي هونے کے بعد ایکدن سے زیاده مین تیرے پاس نہ ره سکي مگر مین تیري اُس شبیہہ کو نہین بھول سکتي جو بیاه هونے کے دوسرے دن دیکھي تھي-" مین یے دونون خطوط راجہ گوپال سنگھ کو دونگا اور تم دونون کو چھوڑ دینے کے لئے اُن سے اصرار کرونگا اور سمجھا دونگا که اب سرجو اور اِندرا کي زباني لکشمي دیبي کا بھید کوئي نہین سن سکتا - اگر وے دونون کُچھ کہینگي تو اِن خطوط کے مقابلے مین خود جھوٹھي بنینگي •"

مین نے داروغہ کي باتون کا یہہ جواب دیا که بات تو آپ نے بہت ٹھیک کہي اچھا مین آپکے کہے مطابق خط کل لکھ دونگي •

داروغہ - یہہ کام دیر کرنے کا نہین هے - اِسمین جہان تک جلدي کروگي وهان تک تمہین جلد چُھٹي

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

ملیگي •

میں - ٹھیک ھے مگر اِس وقت میرے سر میں درد ھے مُجھ سے ایک حرف بھي لکھا نہ جائیگا •

داروغہ - اچھا کیا ھرج ھے کل سہي •

اِتنا کہکر داروغہ کمرے کے باھر چلا گیا اور پھر مُجھ میں اور انا میں بات چیت ھونے لگي - میں نے انا سے کہا "کیوں انا تو کیا سمجھتي ھے ? مُجھے تو داروغہ کي بات سچ معلوم ھوتي ھے •"

انا - (کُچھ سوچکر) جیسا خط داروغہ تجھ سے لکھایا چاھتا ھے وہ صرف اِس لایق ھي نہیں کہ اگر راجہ گوپال سنگھ خطاوار ھیں تو اُنھیں طعنۂ خلایق سے بچاوے - بلکہ وہ خط بہ نسبت اُنکے داروغہ کے لئے زیادہ کارآمد ھوگا اگر وہ خود خطاوار ھے •

میں - ٹھیک ھے مگر تعجب کي بات ھے کہ جو راجہ صاحب مُجھے اپني لڑکي سے بھي بڑھ کر مانتے تھے وھي میري جان کے گاھک بنجائیں !!

انا - کون ٹھکانا شاید ایسا ھي ھو •

میں - اچھا تو اب کیا کرنا چاھئے ?

انا - (کُچھ سوچکر) خط تو ھرگز نہ لکھنا چاھئے - چاھے راجہ گوپال سنگھ خطاوار ھوں یا داروغہ ملازم ھو اِسمیں کوئي شک نہیں کہ خط لکھ دینے کے بعد تو

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

مار ڈالي جائيگي *

انا کي بات سنکر مين رونے لگي اور سمجھ گئي کہ اب ميري جان نھين بچتي اور عجب نھين کہ داروغہ کے مطلب کا خط لکھہ دينے کے سبب ميري مان بھي اِس دنيا سے اٹھا ديگئي ھو - تھوڑي دير تک تو انا نے بھي رونے مين ميرا ساتھہ ديا ليکن اِسکے بعد اُسنے اپنے کو سنبھالا اور سوچنے لگي کہ اب کيا کرنا چاھئے - تھوڑي دير کے بعد انا نے مُجھہ سے کہا "بيٹي ! مُجھے کُچھہ کُچھہ اميد ھو رھي ھے کہ ھم لوگون کو اِس قيد خانے سے نکل بھاگنے کا راستہ مل جائگا - مين پہلے کہہ چکي ھون اور اب بھي کہتي ھون کہ رات کو (کوٹھري کي طرف اشارہ کرکے) اُس کوٹھري مين سر پر سے گٹھري پھينک دينے کي طرح دھماکے کي آواز سنکر مين جاگ اُٹھي تھي اور جب اُس کوٹھري مين گئي تو واقعي ايک گٹھري پر نگاہ پڑي - اب جو مين سوچتي ھون تو يقين ھوتا ھے کہ اُس کوٹھري مين کوئي دروازہ ايسا ضرور ھے جسے کھولکر کوئي باھر والا اُس کوٹھري مين آ سکے يا اُسھين سے باھر جا سکے - اِسکے علاوہ اُس کوٹھري مين بھي تختہ بندي کي ديوار ھے جس سے کھين نہ کھين دروازہ ھونے کا شک ھر ايک ايسے آدمي کو ھو سکتا ھے جسپر ھماري طرح مصيبت آئي ھو

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

پس تو آج کا دن تو کسي طرح کاٹ دے رات کو مین دروازہ ڈھونڈھنے کي کوشش کرونگي •"

انا کي باتون سے مجھے بھي کچھ تقویت ھوئي - تھوڑي ھي دیر بعد کمرے کا دروازہ کھلا اور کئي طرح کي چیزین لئے ھوے تین آدمي کمرے مین آپھونچے - ایک کے ھاتھ مین پاني کا گھڑا لوٹا اور گلاس تھا - دوسرا کپڑے کي گٹھري لئے ھوے تھا اور تیسرے کے ھاتھ مین کھانے کي چیزین تھین - تینون نے سب چیزین کمرے مین رکھ دین اور پہلے کي رکھي ھوئي چیزین اور شمعدان وغیرہ اٹھاکر لیگئے اور جاتے وقت کہہ گئے کہ تم لوگ نہا دھوکر کھاؤ پیو تمھارے مطلب کي سب چیزین موجود ھین •

ایسي مصیبت مین کھانا پینا کسے سوجھتا ھے مگر انا کے سمجھانے بجھانے سے جان بچانے کے لئے سب کچھ کرنا پڑا - تمام دن گزر گیا شام کو پھر ھمارے کمرے کے اندر کھانے پینے کا سامان پہونچایا گیا اور چراغ بھي جلایا گیا مگر رات کو ھم دونون نے کچھ بھي نہ کھایا •

قیدخانے سے نکل بھاگنے کي فکر مین ھم لوگون کو نیند بالکل نہ آئي - شاید آدھي رات گزري ھوگي جب انا نے اٹھکر کمرے کا دروازہ اندر سے بند کرلیا جس

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

راه سے لوگ آتے تهے - اِسکے بعد مجهے اُتهنے اور اپنے ساتهه اُس کوتهري کے اندر چلنے کے لئے کها جسمین سے کپڑے کي گتهري اور میري مان کے هاتهه کا لکها هوا خط ملا تها - مین اُتهه کهري هوئي اور انا کے پیچهے پیچهے چلي - انا نے چراغ هاتهه مین اُتها لیا اور آهسته آهسته قدم رکهتي هوئي کوتهري کے اندر گئي - مین پهلے بیان کرچکي هون که "اُسکے اندر تین کوتهریان تهین - ایک مین پاخانه بنا هوا تها اور دو کوتهریان خالي تهین -" اُن دونون کوتهریون کے چارونطرف کي دیوارین بهي تختون کي تهین - انا هاتهه مین چراغ لئے ایک کوتهري کے اندر گئي اور اُن لکڑي کي دیوارون کو غور سے دیکهنے لگي - معلوم هوتا تها که یهه لکڑي کي دیوار کسي پرانے زمانے کي بني هوئي هے کیونکه لکڑي کے تختے خراب هوگئے تهے اور کئي تختون کو گهن نے ایسا برباد کردیا تها که ایک کمزور لات کهاکر بهي اُسکا بچ رهنا مشکل معلوم هوتا تها - یهه سب کچهه تها مگر جیسا که دیکهنے مین وے تختے خراب اور کمزور معلوم هوتے تهے درحقیقت ویسے نه تهے کیونکه دیوار کي لکڑي پانچ یا چهه انگل سے کم موتي نهوگي جس مین سے صرف انگل دیڑه انگل کے قریب گهني هوئي تهي - انا نے چاها که لات مارکر ایک دو تختون کو توڑ

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

ڈالے مگر ایسا نہ کرسکي •

ھم دونوں آدمي بڑے غور سے چاروں طرف کي دیوار کو دیکھہ رھے تھے یکایک ایک چھوتے سے کپڑے پر انا کي نگاہ پڑي جو لکڑي کے دو تختوں کے درمیان پھنسا ھوا تھا - دراصل وہ ایک چھوتا سا رومال تھا جسکا آدھا حصہ تو دیوار کے اُس پار تھا اور آدھا ھم لوگوں کي طرف تھا - اُس کپڑے کو اچھي طرح دیکھہ کر انا نے مُجھہ سے کہا "بیتي! دیکھہ یہاں ایک دروازہ ضرور ھے (ھاتھہ سے نشان بتاکر) یہہ چاروں طرف کا جوڑ دروازے کو صاف بتا رھا ھے - کوئي آدمي اِس طرف آیا ھے مگر لوت کر جاتے وقت جب اُسنے دروازہ بند کیا تو اُسکا رومال اِسمیں پھنس کر رہ گیا اندھیرے میں شاید اُسنے اِس بات کا خیال نکیا ھو اور دیکھہ اِس کپڑے کے پھنس جانے کے سبب دروازہ بھي اچھي طرح بیتھا نہیں ھے - عجب نہیں کہ یہہ دروازہ کھتکے پر بند ھوتا ھو اور تختہ اچھي طرح نہ بیتھنے کي وجہہ سے کھتکا بھي بند نہوا ھو *

درحقیقت جو کُچھہ انا نے کہا تھا وھي بات تھي کیونکہ جب اُسنے اُس رومال کو اچھي طرح پکڑکے اپني طرف کھینچا تو اُسکے ساتھہ لکڑي کا تختہ بھي کھنچ کر ھم لوگوں کي طرف چلا آیا اور دوسري طرف جانے کے

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

لئے راستہ نکل آیا - ہم دونون آدمی اُس طرف چلے
گئے اور ایک کمرے مین پہونچے - اُس لکڑی کے تختے
مین جو بیچ پر جڑا ہوا تھا اور جسے ہٹاکر ہم لوگ
اُس پار چلے گئے تھے دوسری طرف ایک پیتل کا مُٹھا
لگا ہوا تھا - انا نے اُسے پکڑکر کھینچا اور وہ دروازہ
اپنی جگہہ پر کھٹ سے بیٹھہ گیا ●

اب ہم دونون آدمی جس کمرے مین پہونچے وہ
بہت بڑا نہ تھا - سامنے کی طرف ایک چھوٹا سا دروازہ
نظر آیا اور اُسکے پاس جانے پر معلوم ہوا کہ نیچے
اُتر جانے کے لئے سیڑھیان بنی ہوئی ہین - داھنی
اور بائین طرف کی دیوار مین چھوٹی چھوٹی کئی
کھڑکیان بنی ہوئی تھین - داھنی طرف کی کھڑکیون
مین سے ایک کھڑکی کُچھہ کُھلی ہوئی تھی - مین نے
اور انا نے اُسھین سے جھانک کر دیکھا تو ایک منزل
نیچے چھوٹا سا صحن نظر آیا جس مین صاف ستھرا
فرش لگا ہوا تھا اور اونچی گدی پر کمبخت داروغہ
بیٹھا ہوا تھا - اُسکے آگے ایک شمعدان جل رہا تھا
اور اُسکے پاس ہی ایک آدمی قلم دوات اور کاغذ
لئے بیٹھا ہوا تھا ●

ہم دونون آدمی داروغہ کی صورت دیکھتے ہی
چونکے اور ڈرکر پیچھے ہٹ گئے - انا نے آہستہ سے کہا

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

"یہان بھی وھی بلا نظر آتی ھے - کھیں ایسا نہو کہ یہہ کمبخت ھم لوگون کو دیکھہ لے یا اوپر چڑھ آوے *"

اِتنا کہہ کر انا سیڑھی کی طرف چلی گئی اور دھیرے سے سیڑھی کا دروازہ کھینچکر زنجیر چڑھا دی - وہ چراغ جو اپنے کمرے میں سے لیکر یہان تک آئے تھے ایک کونے میں رکھہ کر پھر ھم دونون اُسی کھڑکی کے پاس گئے اور نیچے کی طرف جھانککر دیکھنے لگے کہ داروغہ کیا کر رھا ھے - داروغہ کے پاس جو آدمی بیٹھا تھا اُسنے ایک لکھا ھوا کاغذ ھاتھہ میں اُٹھا کر داروغہ سے کہا "جہان تک مجھہ سے بن پڑا مین نے اِس خط کے بنانے میں بڑی محنت کی *"

داروغہ - اِس میں کوئی شک نہیں کہ تمنے یہ حروف بہت اچھے بنائے ہیں - اِسے دیکھہ کر یکایک کوئی نہیں کہہ سکتا کہ یہہ سرجو کا لکھا ھوا نہیں ھے - جب مین نے یہہ خط اِندرا کو دکھایا تو اُسے بھی یقین ھوگیا کہ یہہ اُسکی مان کے ھاتھہ کا لکھا ھوا ھے لیکن جو غور کرکے دیکھتا ھون تو سرجو کی لکھاوت میں اور اِسمیں تھوڑا سا فرق معلوم ھوتا ھے - اِندرا لڑکی ھے وہ اِس بات کو نہیں سمجھہ سکتی مگر اِندردیو جب اِس خط کو دیکھیگا تو پہچان جائیگا کہ یہہ سرجو کے ھاتھہ کا لکھا نہیں ھے بلکہ جعل بنایا ھے *

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

آدمي - ٹهيک هے - اچها تو ميں اِسکے بنانے ميں ايک دفعہ اور محنت کرونگا - کيا کرون سرجو کي لکهاوٹهي ايسي ٹيڑهي بيڑي هے کہ ٹهيک نقل نهين اُترتي تاهم اِس خط مين کئي ايسے حرف لکهنے پڑے جو ميرے ديکهے هوے نهين هين صرف اندازهي سے لکهے هين *

داروغہ - ٹهيک هے ٹهيک هے اِسمين کوئي شک نهين کہ تمنے بڑي صفائي سے اِسے بنايا هے خير ايک دفعہ اور محنت کرو مجهے اميد هے کہ آبکي دفعہ بهت ٹهيک هوجائيگا (لمبي سانس ليکر) کيا کهين کمبخت سرجو کسي طرح مانتيهي نهين اُسے ميري باتون پر کُچهہ بهي اعتبار نهين هوتا تاهم کل مين اُسے پهر دم دلاسا دونگا اگر اُسنے ميرے چکمہ مين آکر اپنے هاتهہ سے خط لکهديا تو بس کام هوگيا سمجهو نهين تو تمهين پهر محنت کرني پڑيگي - اگر سرجو اور اِندرا نے ميرے کهے مطابق خط لکهديا تو مين بهت جلد اُن دونون کو مارکر بکهيڑا ختم کرونگا کيونکہ مُجهے گجادهرسنگهہ (بهوتناتهہ) کا خوف برابر لگا رهتا هے - وہ سرجو اور اِندرا کي تلاش مين لگا هوا هے اور اُسے گهڑي گهڑي مُجهي پر شک هوتا هے - گو مين اُس سے قسم کهاکر کهچکا هون کہ مُجهے اُن دونون

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

کا حال کچھ بھی معلوم نہیں ھے مگر اُسے یقین نہیں ھوتا - کیا کروں لاکھوں روپئے دیدینے پر بھی میں اُسکی مُٹھی میں پھنسا ھوا ھوں - اگر اُسے ذرا بھی معلوم ھوجائیگا کہ سرجو اور اِندرا کو میں نے قید کر رکھا ھے تو بڑا ھی فساد مچاویگا اور مجھے برباد کئے بغیر نہ رھیگا •

آدمی - گجادھر سنگھ، تو مجھے آج بھی ملا تھا •

داروغہ - (چونک کر) کیا وہ پھر اِس شہر میں آیا ھے؟ مجھ سے تو کہہ گیا تھا کہ میں دو تین مہینے کے لئے کہیں جاتا ھوں مگر وہ دو تین دن بھی غیر حاضر نہ رھا •

آدمی - وہ بڑا ھی شیطان ھے اُسکی باتوں کا کچھ بھی اعتبار نہیں ھوسکتا اور اِس بات کا جاننا تو بہت ھی مشکل ھے کہ وہ کیا کرتا ھے - کیا کریگا اور کس فکر میں لگا ھوا ھے •

داروغہ - اچھا تو ملاقات ھونے پر اُس سے کیا کیا باتیں ھوئیں ؟

آدمی - میں اپنے گھر کی طرف جا رھا تھا کہ اُسنے پیچھے سے آواز دی "او رگھبر سنگھ! او جیپال سنگھ!!" †

† جیپال سنگھ - بالاسنگھ اور رگھبر سنگھ یے سب نام اُسی نقلی بلبھدر سنگھ کے تھے •

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

داروغہ - بڑاھي بدمعاش ھے کسي کا ادب لحاظ کرنا تو جانتاھي نہيں - اچھا تب کيا ھوا ؟

رگھبر - اُسکي آواز سنکر ميں رک گيا جب پاس آيا تو بولا "آج آدھي رات کے وقت داروغہ صاحب سے ملنے ميں آؤنگا اُسوقت تمھيں بھي وھان موجود رھنا چاھئے -" بس اِتنا کہکر چلا گيا ❁

داروغہ - تو اِسوقت وہ آتاھي ھوگا ❁

رگھبر - ضرور آتا ھوگا ❁

داروغہ - کمبخت نے ناک ميں دم کرديا !!

اِتنےھي ميں باھر سے گھنٹي بجنے کي آواز آئي جسے سن داروغہ نے رگھبرسنگھہ سے کہا "ديکھو دربان کيا کہتا ھے - معلوم ھوتا ھے گجادھرسنگھہ آگيا ❁"

رگھبرسنگھہ اُٹھکر باھر گيا اور تھوڑيھي دير ميں گجادھرسنگھہ کو اپنے ساتھہ لئے ھوے داروغہ کے پاس آيا - گجادھرسنگھہ کو ديکھتےھي داروغہ اُٹھہ کھڑا ھوا اور بڑي خاطرداري اور تپاک کے ساتھہ ملکر اُسے اپنے پاس بيٹھايا ❁

داروغہ - (گجادھرسنگھہ سے) آپ کب آئے ؟

گجادھر - ميں گيا کب اور کہان تھا ؟

داروغہ - آپ ھي نے نہ کہا تھا کہ ميں دو تين مہينے کے لئے کہيں جاتا ھون ❁

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

گھاندھر - ھان کہا تھا مگر ایک بہت بڑا سبب آپڑنے سے لاچار ھوکر رک جانا پڑا •

داروغہ - کیا وہ سبب میں بھي سن سکتا ھون ؟

گھاندھر - ھان ھان آپ ھي کے سننے لایق تو وہ سبب ھے کیونکہ اُسکے باني مباني بھي آپھي ھیں •

داروغہ - تو جلد کہئے •

گھاندھر - جاتے ھي جاتے ایک آدمي نے مُجھے یقین دلایا کہ سرجو اور اِندرا آپھي کے قبضے میں ھیں یعني آپھي نے اُنھیں قید کرکے کہیں چھپا رکھا ھے •

داروغہ - (کانون پر ھاتھہ رکھہ کے) معاذاللہ ! کس کمبخت نے مُجھہ پر یہہ بہتان لگایا ھے ؟ توبہ توبہ ! میرے پیارے دوست ! میں تمسے کئي دفعہ قسمیں کھاکر کہہ چکا ھون کہ میں سرجو اور اِندرا کي نسبت کُچھہ بھي نہیں جانتا مگر تمھیں میري باتون کا یقین نہیں ھوتا •

گھاندھر - نہ میري باتون پر آپکو اعتبار کرنا چاھئے اور نہ آپکي کہي ھوئي باتون کو میں کلام الٰھي سمجھہ سکتا ھون - بات یہہ ھے کہ اِندردیو کو میں اپنے حقیقي بھائي سے بڑھکے سمجھتا ھون - چاھے میں نے آپ سے رشوت لیکر برا کام کیون نہ کیا ھو لیکن اپنے دوست اِندردیو کو کبھي کسي طرح کا نقصان نہ

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

پہونچنے دونگا - آپ سرجو اور اِندرا کے بارے میں بار بار قسمیں کھاکر اپنی صفائی دیکھاتے ہیں اور میں جب اُن لوگوں کے بارے میں تحقیقات کرتا ہوں تو برابر یہی معلوم ہوتا ہے کہ وے دونوں آپکے قبضے میں ہیں - پس آج میں ایک آخری بات آپ سے کہنے آیا ہوں آبکی دفعہ آپ اچھی طرح سمجھہ بوجھہ کر جواب دیں *

داروغہ - کہو کہو کیا کہتے ہو ؟ میں کسیطرح تمہاری دلجمعی کردونگا.........

گدادھر - آج میں اِس بات کا کامل یقین کرکے آیا ہوں کہ اِندرا اور سرجو کا حال تمہیں معلوم ہے پس آج صاف کہہ دیتا ہوں کہ اگر وے دونوں آپکے قبضے میں ہوں تو ٹھیک ٹھیک بتا دیجئے - اُنکو چھوڑ دینے پر اِس کام کے بدلے میں جوکچھہ آپ کہیں میں کرنےکو تیار ہوں اگر آپ اِس بات سے انکار کرینگے اور پیچھے ثابت ہوگا کہ آپہی نے اُنھیں قید کیا تھا تو میں قسم کھاکر کہتا ہوں کہ سب سے بڑھکر بُری موت جو کہلاتی ہے وہی آپکے لئے مقرر کیجائیگی *

داروغہ - ذرا زبان سنبھالکر باتیں کرو - میں تو دوستانہ طور پر نرمی کے ساتھہ تمسے گفتگو کرتا ہوں اور تم تیز ہوے جاتے ہو *

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

گجادھر- جي ھان مين آپکے دوستانہ طريق کو خوب سمجھتا ھون اور اپني قسمون کا يقين اُسے دلائيے جو آپکو صرف داروغہ سمجھتا ھو مين تو آپکو پورا جھوٹا - بےايمان اور دغاباز سمجھتا ھون اور آپ کا کوئي حال مُجھہ سے چھپا ھوا نھين ھے - جب مين نے قلمدان آپ کو واپس کيا تھا تب بھي آپ نے قسم کھائي تھي کہ "تمھارے اور تمھارے دوستون کے ساتھہ کبھي کسي طرح کي برائي نہ کرونگا -" مگر پھر آپ چالبازي کرنے سے باز نہ آئے •

داروغہ - يہہ سب کُچھہ ٹھيک ھے مگر جب مين ايک دفعہ کھہ چکا کہ سرجو اور اِندرا کا حال مُجھے معلوم نھين تب تمھين اپني بات پر زيادہ زور نہ دينا چاھئے - ھان اگر تم اِس بات کو ثابت کرسکو تو جو کُچھہ کھو مين جرمانہ دينے کے لئے تيار ھون - يون اگر فضول کي تکرار بڑھاکر لڑنے کا ارادہ ھو تو بات ھي دوسري ھے - اِسکے علاوہ اب تمھين جو کُچھہ کھنا ھو اِس بات کو خوب سوچ سمجھہ کر کھو کہ تم کسکے مکان مين کتنے آدميون کو ساتھہ ليکر آئے ھو •

اِتنا کھکر اِندرا رک گئي اور ايک لمبي سانس ليکر راجہ گوپال سنگھہ اور دونون کُماروں سے کھا :—

گجادھر سنگھہ اور داروغہ سے اِس قسم کي باتين

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

ھورھي تھين اور ھم دونون کھڑکي مين سے سن رھے تھے - مجھے یہہ جان کر بڑي خوشي ھوئي کہ گجادھر سنگھہ ھم دونون مان بیٹیون کو چھڑانے کي فکر مین لگا ھوا ھے - مین نے انا کے کان مین کہا کہ "دیکھہ انا داروغہ ھم لوگون کے بارے مین کتنا جھوت بول رھا ھے - نیچے اُتر جانے کے لئے راستہ موجود ھي ھے چلو ھم دونون آدمي نیچے پہونچ کر گجادھر سنگھہ کے سامنے کھڑے ھوجائین -" انا نے جواب دیا کہ "مین بھي یہي سوچ رھي ھون مگر اِس بات کا خیال ھے کہ اکیلا بھوت ناتھہ ھم لوگون کو کس طرح چھڑا سکیگا - کہین ایسا نہ ھو کہ ھم لوگون کو اپنے سامنے دیکھہ کر داروغہ گجادھر سنگھہ کو بھي گرفتار کرلے پھر ھمارا چھڑانے والا بھي کوئي نہ رھیگا -" انا نیچے اُترنے سے ھچکچاتي تھي مگر مین نے اُسکي بات نہ مانی آخر لاچار ھوکر میرا ھاتھہ پکڑے ھوے انا نیچے اُتري اور گجادھر سنگھہ کے پاس کھڑي ھوکر بولي "داروغہ جھوتھا ھے اِس لڑکي کو اِسي نے قید کرر کھا ھے اور اِسکي مان کو بھي نہ معلوم کہان چھپائے ھوے ھے •"

میري صورت دیکھتے ھي داروغہ کا چہرہ زرد ھو گیا اور گجادھر سنگھہ کي آنکھین مارے غصے کے لال ھوگئین - گجادھر سنگھہ نے داروغہ سے کہا "کیون بے

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

حرامزادے کے بچے! کیا اب بھي تو اپني قسموں پر بھروسہ کرنے کے لئے مجھہ سے کہیگا ؟"

گھجادھرسنگھہ کي باتوں کا جواب داروغہ نے کچھہ بھي ندیا اور اِدھر اُدھر جھانکنے لگا - اتفاق سے وہ قلمدان بھي اُسي جگہہ پڑا ھوا تھا جسکے اوپر میري تصویر تھي اور جسے گھجادھر سنگھہ نے رشوت لیکر داروغہ کو دیدیا تھا - داروغہ دراصل یہہ دیکھہ رھا تھا کہ گھجادھرسنگھہ کي نگاہ قلمدان پر تو نہیں پڑي مگر وہ قلمدان گھجادھر سنگھہ کي نظروں سے دور نہ تھا پس اُسنے داروغہ کي حالت دیکھہ کر بڑي پھرتي کے ساتھہ قلمدان اُٹھا لیا اور دوسرے ھاتھہ سے تلوار کھینچکر سامنے کھڑا ھوگیا - اُسوقت داروغہ کو یقین ھوگیا کہ اب اُسکي جان کسي طرح نہیں بچ سکتي - گو رگھبرسنگھہ اُسکے پاس بیٹھا ھوا تھا مگر وہ اِس بات کو خوب جانتا تھا کہ ھمارے ایسے دس آدمي بھي گھجادھرسنگھہ کو قابو میں نہیں لاسکتے اِسلئے اُسنے مقابلہ کرنے کي ھمت نکي اور اُٹھہ کر بھاگنے لگا لیکن جا نہ سکا - گھجادھرسنگھہ نے اُسے ایک لات ایسي جمائي کہ وہ دھم سے زمین پر گر پڑا اور بولا "مجھے کیوں مارتے ھو؟ میں نے کیا بگاڑا ھے؟ میں تو خود یہاں سے چلے جانے کو تیار ھوں•"

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

گجادهر سنگهه نے قلمدان کمربند مین کهونس کر کہا "مین تیرے بهاگنے کو خوب سمجهتا هون - تو اپنی جان بچانے کی نیت سے نهین بهاگتا بلکه باهر پهرے والے سپاهیون کو هوشیار کرنے کے لئے بهاگتا هے - خبردار! اپنی جگهه سے هلیگا تو ابهی تیرا سر اڑا دونگا (داروغه سے) بس اب تم بهی اگر اپنی جان بچایا چاهتے هو تو چپ چاپ بیٹهے رهو •"

گجادهر سنگهه کی ڈپٹ سے دونون حرامخور جهان کے تهان ره گئے - اپنی جگهه سے هلنے یا مقابله کرنے کی همت نه پڑی - هم دونون کو ساتهه لئے هوے گجادهر سنگهه اُس مکان کے باهر نکل آیا - دروازے پر کئی پهرےدار سپاهی موجود تهے مگر کسی نے روک ٹوک نکی اور هم لوگ تیزی سے قدم بڑهاتے هوسے اُس گلی کے باهر نکل گئے - اُسوقت معلوم هوا که هم لوگ زمانیه کے باهر نهین هین •

گلی کے باهر نکل کر جب هم لوگ سڑک پر پهونچے تو دو گهوڑون کا ایک رتهه اور دو سوار دیکهائی دئے - گجادهر سنگهه نے مُجهه کو اور انا کو رتهه پر سوار کرایا اور آپ بهی اُسی رتهه پر بیٹهه گیا - "هون" کرنے کے ساتهه هی رتهه تیزی سے روانه هوا اور پیچهے پیچهے دونون سوار بهی گهوڑا پهینکتے هوے جانے لگے •

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

اُسوقت میرے دل میں دو باتیں پیدا ہوئیں - ایک تو یہہ کہ گبجادھر سنگھہ نے داروغہ کو جیتا کیوں چھوڑ دیا ؟ دوسرے یہہ کہ ہم لوگوں کو راجہ گوپال سنگھہ کے پاس نہ لیجاکر دوسري جگہہ کیوں لیجاتا ہے ؟ لیکن مُجھہ کو اِس بارے میں کُچھہ پوچھنے کي ضرورت نہ پڑي کیونکہ شہر کے باہر نکل جانے پر خود گبجادھر سنگھہ نے مُجھہ سے کہا "بیٹي اِندرا ! بیشک کمبخت داروغہ نے تجھے بہت ہي تکلیف دي ہوگي اور تو سوچتي ہوگي کہ میں نے داروغہ کو جیتا کیوں چھوڑ دیا اور تجھے راجہ گوپال سنگھہ کے پاس نہ لیجاکر اپنے گھر کیوں لئے جاتا ہوں ؟ پس میں اِسکا جواب اِسي وقت دیدینا مناسب سمجھتا ہوں - داروغہ کو میں نے یہہ سوچکر چھوڑ دیا کہ ابھي تیري ماں کا پتہ لگانا ہے اور ضرور وہ بھي داروغہ ہي قبضے میں ہے جسکا پتہ مُجھے لگ چکا ہے اور راجہ صاحب کے پاس میں تجھے اِسلئے نہیں لے چلتا کہ محل میں بہت سے آدمي ایسے ہیں جو داروغہ سے ملے ہوے ہیں اور راجہ گوپال سنگھہ نیز میں بھي اُنھیں نہیں جانتا - عجب نہیں کہ وہاں پہونچنے پر تو پھر کسي مصیبت میں پڑ جاے •

میں - آپ کا سوچنا بہت ٹھیک ہے میري ماں

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

بھي محل ھي مين سے غايب ھوگئي تھي - تو کيا آپ اِس بات کي خبر بھي راجہ گوپال سنگھہ کو نکرينگے ؟

گجادھر - راجہ صاحب کو اِس معاملے کي ضرور خبر کيجائگي مگر ابھي نھين •

مين - تب کب ؟

گجادھر - جب تيري مان کو بھي قيد سے چُھڑا لونگا تب - ھان اب تو اپنا حال کھہ کہ دارغہ نے تجھہ کو کيسے گرفتار کرليا اور يھہ دائي تيرے پاس کيسے پھونچي ؟

مين اپنا اور اپني مان کا قصہ شروع سے آخرتک پورا پورا کھہ گئي جسے سنکر گجادھر سنگھہ کا بچا بچايا شک بھي جاتا رھا اور اُسے يقين ھوگيا کہ ميري مان بھي داروغہ ھي کے قبضے مين ھے •

سويرا ھوجانے پر ھم لوگ ايک جگھہ دم لينے اور گھوڑون کو آرام دينے کے لئے کُچھہ دير تک ٹھہرے اور پھر اُسي طرح رتھہ پر سوار ھو روانہ ھوے •

دوپھر ھوتے ھوتے ھم لوگ ايک ايسي جگھہ پھونچے جھان پر دو پھاڑيان نيچے سے ايک ساتھہ ملي ھوئي تھين - وھان سبھون کو سواري چھوڑ کر پيدل چلنا پڑا - مين يھہ نھين جانتي کہ سواري کا رتھہ و گھوڑے کدھر روانہ کردئے گئے يا اُنکے لئے اصطبل کھان بنا

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

ہوا تھا - مُجھے اور انا کو گُھماتا اور چکر دیتا ہوا گجادھر سنگھہ پہاڑ کے درّے میں لیگیا جہاں ایک چھوٹا سا مکان ناھموار پتھروں کے ٹھوکوں کا بنا ہوا تھا - شاید وہ گجادھر سنگھہ کا اڈا ہو - وہاں اُسکے کئی آدمی تھے جنکی صورت آج تک مُجھے یاد ہے - اب جو میں اُنکی صورت پر غور کرتی ہوں تو یہی کہنے کو جی چاھتا ہے کہ وے لوگ بدمعاشی - بیرحمی اور ڈکیتی کے سانچے میں ڈھلے ہوے تھے - اُنکی شکل صورت اور پوشاک کی طرف خیال کرنے سے ڈر معلوم ہوتا تھا •

وہاں پہونچکر گجادھر سنگھہ نے مُجھہ سے اور انا سے کہا کہ تم دونوں بےخوف ہوکر چند روز آرام کرو میں سرجو کو چُھڑانے کی فکر میں جاتا ہوں جہانتک ہوگا بہت جلد لوٹ آؤنگا - تم دونوں کو کسی طرح کی تکلیف نہوگی - کھانے پینے کا سامان یہاں موجود ہے اور میرے جتنے آدمی یہاں موجود ہیں تمھاری خدمت کرنے کے لئے سب تیار ہیں - وغیرہ بہت سی باتیں گجادھر سنگھہ نے ہم دونوں کو سمجھائیں اور اپنے آدمیوں سے بھی بہت دیر تک باتیں کرتا رہا - دو پہر دن اور تمام رات گجادھر سنگھہ وہاں رہا صبح کے وقت پھر ہم دونوں کو سمجھا بجھاکر زمانیہ

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

کي طرف روانہ ھوگيا ٭

مين تو سمجھي تھي کہ اب مُجھے پھر کسيطرح کي مصيبت کا سامنا نکرنا پڑيگا اور گجادھر سنگھہ کي بدولت مين اپني مان اور لکشمي ديبي سے بھي ملکر ھميشہ کے لئے مطمئن ھوجاؤنگي مگر افسوس ! ميري مراد پوري نہوئي اور اُس دن کے بعد مين نے گجادھر سنگھہ کي صورت بھي نديکھي - مين نہين کہہ سکتي کہ وہ کسي آفت مين پھنس گيا يا روپئے کي لالچ نے اُسے ھم لوگون کا دشمن بنا ديا اِسکا اصل حال اُسيکي زباني معلوم ھوسکتا ھے اگر وہ اپنا حال ٹھيک ٹھيک کہے تو - پس اب مين اپنا حال بيان کرتي ھون کہ اُسدن کے بعد مُجھ پر کيا کيا مصيبتين گُزرين اور مين اپني مان کے پاس تک کيسے پہونچي ٭

گجادھر سنگھہ کے چلے جانے بعد آٹھہ روز تک تو مين بيخوف بيٹھي رھي نوين روز ميري مصيبت کي گھڑي پھر شروع ھوئي - آدھي رات کا وقت تھا مين اور ميري انا ايک کوٹھري مين سوئي ھوئي تھي يکايک کسي کي آواز سنکر ھم دونون کي آنکھہ کُھل گئي تب معلوم ھوا کہ دروازے کے باھر کوئي کواڑ کھٹکھٹا رھا ھے - انا نے اُٹھہ کر دروازہ کھولا تو پنڈت مايا پرشاد پر نگاہ پڑي - کوٹھري کے اندر چراغ جل

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

هوا تها - مُجهے اور اندا کو گُهماتا اور چکر دیتا هوا گجادهر سنگهہ پہاڑ کے درّے مین لیگیا جہان ایک چهوٹا سا مکان ناهموار پتهرون کے ٹهوکون کا بنا هوا تها - شاید وہ گجادهر سنگهہ کا اڈا هو - وهان اُسکے کئي آدمي تهے جنکي صورت آج تک مُجهے یاد هے - اب جو مین اُنکي صورت پر غور کرتي هون تو یهي کهنے کو جي چاهتا هے کہ وے لوگ بدمعاشي - بیرحمي اور ڈکیتي کے سانچے مین ڈهلے هوے تهے - اُنکي شکل صورت اور پوشاک کي طرف خیال کرنے سے ڈر معلوم هوتا تها •

وهان پهونچکر گجادهر سنگهہ نے مُجهہ سے اور اندا سے کہا کہ تم دونون بےخوف هوکر چند روز آرام کرو مین سرجو کو چُهڑانے کي فکر مین جاتا هون جہانتک هوگا بہت جلد لوٹ آؤنگا - تم دونون کو کسي طرح کي تکلیف نهوگي - کهانے پینے کا سامان یہان موجود هے اور میرے جتنے آدمي یہان موجود هین تمهاري خدمت کرنے کے لئے سب تیار هین - وغیرہ بہت سي باتین گجادهر سنگهہ نے هم دونون کو سمجهائین اور اپنے آدمیون سے بهي بہت دیر تک باتین کرتا رها - دو پہر دن اور تمام رات گجادهر سنگهہ وهان رها صبح کے وقت پهر هم دونون کو سمجها بجهاکر زمانیہ

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

کي طرف روانہ ھوگيا *

مين تو سمجھي تھي کہ اب مُجھے پھر کسيطرح کي مصيبت کا سامنا نکرنا پڑيگا اور گجادھرسنگھہ کي بدولت مين اپني مان اور لکشمي ديبي سے بھي ملکر ھميشہ کے لئے مطمئن ھوجاؤنگي مگر افسوس ! ميري مراد پوري نھوئي اور اُس دن کے بعد مين نے گجادھر سنگھہ کي صورت بھي نديکھي - مين نہين کہہ سکتي کہ وہ کسي آفت مين پھنس گيا يا روپئے کي لالچ نے اُسے ھم لوگون کا دشمن بنا ديا اِسکا اصل حال اُسيکي زباني معلوم ھوسکتا ھے اگر وہ اپنا حال ٹھيک ٹھيک کہے تو - پس اب مين اپنا حال بيان کرتي ھون کہ اُسدن کے بعد مُجھپر کيا کيا مصيبتين گُزرين اور مين اپني مان کے پاس تک کيسے پھونچي *

گجادھر سنگھہ کے چلے جانے بعد آٹھہ روز تک تو مين بيخوف بيٹھي رھي نوين روز ميري مصيبت کي گھڑي پھر شروع ھوئي - آدھي رات کا وقت تھا مين اور ميري انا ايک کوٹھري مين سوئي ھوئي تھي يکايک کسيکي آواز سنکر ھم دونون کي آنکھہ کُھل گئي تب معلوم ھوا کہ دروازے کے باھر کوئي کواڑ کھٹکھٹا رھا ھے - انا نے اُٹھہ کر دروازہ کھولا تو پنڈت مايا پرشاد پر نگاہ پڑي - کوٹھري کے اندر چراغ جل

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

رھا تھا اور میں پنڈت مایا پرشاد کو اچھي طرح سے پہچانتي تھي •
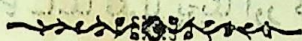
دوسرا بیان

اِندرا نے جب اپنا قصہ کہتے کہتے پنڈت مایا پرشاد کا نام لیا تو راجہ گوپال سنگھہ چونکے اور تعجب میں آکر اُنھون نے اِندرا سے پُوچھا "پنڈت مایا پرشاد کون ؟"

اِندرا - آپکے خزانچي •

گوپال - کیا اُسنے بھي تمھارے ساتھہ دغا کي ؟

اِندرا - سو میں ٹھیک نھیں کہہ سکتي - میرا حال سنکر شاید آپ کُچھہ اندازہ کرسکیں - کیا مایا پرشاد اب بھي آپکے یہاں کام کرتے ھیں ؟

گوپال - ھان ھیں تو سھي مگر آجکل میں نے اُنکو کسي دوسري جگہہ بھیجا ھے پس اب میں اِس بات کو بہت جلد سنا چاھتا ھون کہ اُسنے تیرے ساتھہ کیا کیا ؟

ھمارے ناظرین پہلے بھي مایا پرشاد کا نام سن چکے ھیں - سنتتي پندرھویں حصے کے تیسرے بیان میں اِنکا ذکر آچکا ھے - تارا سنگھہ کو اُسکے ایک نوکر

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

نے نانک کي بيوي شياما کے آشناؤن کے نام بتائے تھے اُنھين مين اِنکا نام بھي درج ھو چکا ھے - يہہ ذات شريف قوم کے کان کُبج برھمن تھے اور اپنے کو عيار بھي لگاتے تھے *

اِندرا نے پھر اپنا قصہ کہنا شروع کيا :—

مين اُسوقت مايا پرشاد کو ديکھہ کر بہت خوش ھوئي اور سمجھي کہ ميرا حال راجہ صاحب (آپ) کو معلوم ھوگيا ھے اور راجہ صاحب ھي نے اِنھين ميرے پاس بھيجا ھے - مين جلدي سے اُتھہ کر اُسکے پاس گئي اور ميري انا نے اُسے دندوت کرکے کوتھري مين آنے کے لئے کہا جسکے جواب مين پندت جي بولے "مين کوتھري کے اندر نھين آسکتا اور نہ اِتني مُہلت ھے *"

مين — کيون ؟

مايا — مين اِسوقت صرف اِتنا ھي کہنے آيا ھون کہ تم لوگ جسطرح بن پڑے اپني جان بچاؤ اور جہان تک جلدي ھوسکے يہان سے نکل بھاگو کيونکہ گدادھر سنگھہ دشمنون کے ھاتھہ مين پھنس گيا ھے اور کُچھہ ھي دير مين تم دونون بھي گرفتار ھوا چاھتي ھو *

مايا پرشاد کي بات سنکر ميرے تو ھوش اُڑ گئے مين نے سوچا کہ اب جو کسي طرح داروغہ مُجھے پکڑ پاويگا تو ھرگز جيتا نہ چھوڑيگا - آخر انا نے گھبرا کر

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

پندت جي سے پوچھا کہ "ہم لوگ بھاگ کر کہاں جائیں اور کسکے سہارے پر بھاگیں ؟" پندت جي نے لمحہ بھر سوچکر کہا "اچھا تم دونوں میرے پیچھے پیچھے چلے آؤ•"

اُسوقت ہم دونوں نے اِس بات کا کُچھ بھي خیال نکیا کہ پندت جي سچ بولتے ھیں یا دغا کرتے ھیں - ہم دونوں آدمي پندت جي کو اچھي طرح جانتے تھے اور اُن پر اعتماد کرتے تھے - اُسوقت چلنے کے لئے فوراً تیار ھوگئے اور کوتھري کے باھر نکل کر اُنکے پیچھے پیچھے روانہ ھوے - جب مکان کے باھر نکلے تو دروزے کے دونو طرف کئي آدمیوں کو تہلتے ھوے دیکھا مگر اندھیري رات ھونے اور جلدي جلدي نکل بھاگنے کي دُھن میں لگے رھنے کے سبب میں اُن لوگوں کو پہچان نہ سکي اِس لئے نہیں کہہ سکتي کہ وے لوگ گجادھر سنگھ کے آدمي تھے یا کسي دوسرے کے - اُن آدمیوں نے ہم لوگوں سے کُچھ بھي نہیں پوچھا اور ہم لوگ بغیر روک توک کے پندت جي کے پیچھے پیچھے روانہ ھوے - تھوڑي دور جاکر دو آدمي اور ملے ایک کے ھاتھ میں مشعل تھي اور دوسرے کے ھاتھ میں ننگي تلوار - بِلاشک وے دونوں آدمي مایاپرشاد کے نوکر تھے جو حکم پاتےھي ہم لوگوں کے آگے آگے روانہ ھوے -

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

اِس پہاڑي سے نیچے اُترنے کا راستہ بہت ھي پیچدار اور پتھریلا تھا - گو ھم دونون آدمي ایک دفعہ اُس راستے کو دیکھہ چکے تھے مگر پھر بھي بغیر کسي کے راہ دیکھائے اُس راستے سے نکل بھاگنا مشکل ھي نہین بلکہ محال تھا - ایک تو ھم لوگ مایا پرشاد کے پیچھے پیچھے جا رھے تھے دوسرے مشعل کي روشني ساتھہ تھي اِسلئیے جلدي سے ھم لوگ پہاڑي کے نیچے اُتر آئے اور پنڈت جي کے کہنے مطابق داھني طرف گھوم کر جنگل ھي جنگل چلنے لگے - سویرا ھوتے ھوتے تک ھم لوگ ایک کُھلے میدان مین پھونچے اور وھان ایک چھوٹا سا باغیچہ نظر آیا - پنڈت جي نے ھم دونون کو کہا کہ تم لوگ بہت تھک گئي ھو اِسلئیے تھوڑي دیر تک اِس باغیچہ مین آرام کر لو تب تک ھم لوگ سواري کا بندوبست کرتے ھین جسمین آج ھي تم راجہ گوپال سنگھہ کے پاس پھونچ جاؤ •

مُجھے اُس چھوٹے سے باغیچے مین کسي آدمي کي صورت نظر نہ آئي - نہ تو وھان کا کوئي مالک نظر آیا اور نہ کسي مالي یا نوکر ھي پر نظر پڑي لیکن باغیچہ بہت صاف اور ھرا بھرا تھا - پنڈت جي نے اپنے دونون آدمیون کو کسي کام کے لئیے روانہ کیا اور ھم دونون کو اُس باغیچے مین بیفکري کے ساتھہ نہانے

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

دھونے کي اجازت دیکر خود بھي آدھي گھڑي کے اندر ھي لوٹ آنے کا وعدہ کرکے کہیں چلے گئے - پنڈت جي اور اُنکے آدميون کو گئے ھوے ابھي پاؤ گھڑي بھي نہ گزري ھوگي کہ دو آدميون کو ساتھ لئے ھوے کمبخت داروغہ باغ کے اندر آتا ھوا دیکھائي دیا ●
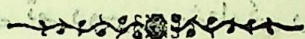
تیسرا بیان

داروغہ کي صورت دیکھتے ھي میري اور انا کي جان سوکھ گئي - ھم دونون کو یقین ھوگیا کہ پنڈت جي نے ھمارے ساتھ دغا کي اُس وقت سواے جان دے دینے کے اور میں کر ھي کیا سکتي تھي ؟ اِدھر اُدھر دیکھا خودکُشي کا کوئي ذریعہ نظر نہ آیا - اگر اُسوقت میرے پاس کوئي حربہ ھوتا تو میں ضرور اپنے کو مار ڈالتي - داروغہ نے بھي مُجھے دور سے دیکھا اور قدم بڑھاتا ھوا ھم دونون کے پاس پھونچا - غصے کے مارے اُسکي آنکھیں سرخ ھو رھي تھیں اور ھونٹ کانپتے تھے - اُسنے انا کي طرف دیکھ کر کہا "کیون کمبخت لونڈي ! اب تو میرے ھاتھ سے بچکر کہان جائگي ؟ یہ سارا فساد تیرا ھي اُٹھایا ھوا ھے - نہ تو دروازہ کھولکر دوسرے کمرے میں جاتي اور نہ

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

گجادھرسنگھ، کو اِس بات کي خبر ھوتي - توھي نے اِندرا کو لے بھاگنے کي نیت سے میري جان آفت میں ڈالي تھي پس اب میں تیري جان لئے بغیر نہین رہ سکتا کیونکہ تجھ، پر مجھے بہت ھي غصہ ھے •"

اِتنا کہکر داروغہ نے نیام سے تلوار نکال لي اور ایک ھي ھاتھ، میں بیچاري انا کا سر جسم سے الگ کردیا - اُسکي لاش ترپنے لگي اور میں چیخ کر اُتھ، کھڑي ھوئي •

اِتنا حال کہتے کہتے اِندرا کي آنکھون میں آنسو بھر آئے - اِندرجیت سنگھ، - آنندسنگھ، اور راجہ گوپال سنگھ، کو بھي اُسکے حال پر بڑا رنج ھوا اور بےایمان نمکحرام داروغہ کو سخت وسست کہنے لگے - تینون بھائیون نے اِندرا کو تسلي دي اور چپ کراکے اپنا قصہ پورا کرنے کے لئے کہا - اِندرا نے آنسو پونچھ، کر پھر کہنا شروع کیا :—

اُسوقت میں سمجھي تھي کہ داروغہ میري انا کو تو مارھي چکا ھے اب اُسي تلوار سے میرا بھي سر کات کر بکھیڑا تمام کریگا مگر ایسا نہوا - اُسنے رومال سے تلوار پونچھکر نیام میں کرلي اور اپنے نوکر کے ھاتھ، سے چابُک لیکر میرے سامنے آ کھڑا ھوا - "اب بُلا گجادھرسنگھ، کو آکر تیري جان بچاوے -" اِتنا کہہ

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

اُس نے اُسي چابک سے مُجھے مارنا شروع کیا - میں
مچھلي کي طرح تڑپ رهي تهي اور اُسے کُچھ بھي
رحم نهیں آتا تها - وہ بار بار یهي کهکے چابک مارتا
تها کہ "اب بتا میرے کهے مطابق خط لکھ دیگي یا
نهیں -" مگر میں اِس بات کو دل میں مصمم کرچکي
تهي کہ چاهے کیسي هي خرابي کے ساتھ میري جان
کیوں نہ لي جاے مگر اُسکے کهے مطابق خط هرگز نہ
لکھونگي *

چابک کي مار کھاکر میں زور زور سے چلانے لگي -
اُسي وقت داهني طرف سے ایک عورت دوڑتي هوئي
آئي اور اُسنے تپت کر داروغہ سے کها "کیوں چابک
مار مارکر اِس بیچاري کي جان لیرهے هو؟ ایسا کرنے
سے تمهارا کام کُچھ بھي نہ نکلیگا تم جو کُچھ چاهتے
هو مُجھے کهو میں بات کي بات میں تمهارا کام کرا
دیتي هوں *"

اُس عورت کي عمر کا اندازہ بتانا مشکل تها -
نہ تو وہ کمسن تهي اور نہ سن رسیدہ هي تهي شاید
تیس پینتیس برس کا سن هو یا اِس سے کُچھ کم و بیش
هو - اُسکا رنگ سیاہ اور بدن گٹهیلا و مضبوط تها -
گُھٹنے کے کُچھ نیچے تک کا پائجامہ اور اُسکے اوپر
دکھني وضع کي ساڑي پهنے هوے تهي جسکي لانگ

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

پیچھے کي طرف کھونسي تھي - کھر مین ایک موٹا کپڑا لپیٹتے ھوے تھي شایا اُسھین کوئي گٹھري یا اور کوئي چیز بندھي ھو •

اُس عورت کي بات سنکر داروغہ نے چابک مارنا بند کیا اور اُسکي طرف دیکھہ کر کہا "تو کون ھے ؟"

عورت - مین چاھے کوئي ھون اِس سے کُچھہ مطلب نہین تم جو کُچھہ چاھتے ھو مُجھہ سے کھو مین تمھاري خواھش پوري کردونگي - چابک مارتے وقت جو کُچھہ تم کہتے ھو اُس سے معلوم ھوتا ھے کہ اِس لڑکي سے کُچھہ لکھایا چاھتے ھو - اِس سے جو کُچھہ لکھوانا ھو مُجھے بتاؤ مین لکھوا دون - اِسطرح مارنے پیٹنے سے کوئي کام نہ چلیگا - اِسکے ایک مددگار نے جسنے تمھارے آنے کي ابھي خبر دي تھي اِسے سمجھا بُجھاکے بہت پختہ کردیا ھے اور خود (ھاتھہ کا اشارہ کرکے) اُس کُنوئین مین جا چھپا ھے وہ ضرور تم پر وار کرےگا - میرے ساتھہ چلو مین دیکھا دون - پہلے اُسے درست کرو اِسکے بعد جو کُچھہ تم اِس لڑکي کو کھوگے وہ جھک مارکے کردیگي اِسھین کُچھہ شک نہین •

داروغہ - کیا تونے خود اُس آدمي کو دیکھا تھا ؟

عورت - جي ھان کہتي تو ھون کہ میرے ساتھہ اُس کُنوئین پر چلو مین اُس آدمي کو دیکھا دیتي

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

هوں - دس بارہ قدم پر کُنواں ھے کُچھ، دور نہیں ھے •

داروغہ - اچھا چلکر مُجھے بتاؤ (اپنے دونوں آدمیوں سے) تم اِس لڑکی کے پاس کھڑے رھو •

وہ عورت کُنوئیں کی طرف چلی اور داروغہ اُسکے پیچھے پیچھے گیا - حقیقت میں وہ کُنواں بہت دور نہ تھا - جب داروغہ کو لئے ھوے وہ عورت کُنوئیں پر پہونچی تو اندر جھانک کر بولی "دیکھو وہ چھپ کر بیٹھا ھے •"

داروغہ نے جوں ھی جھانک کر کُنوئیں کے اندر دیکھا کہ اُس عورت نے پیچھے سے دھکا دیا اور کمبخت داروغہ دھم سے کُنوئیں کے اندر جا رھا - یہہ کیفیت اُسکے دونوں ساتھی دور سے دیکھہ رھے تھے اور میں بھی دیکھہ رھی تھی - جب داروغہ کے دونوں ساتھیوں نے دیکھا کہ عورت نے جان بوجھہ کر ھمارے مالک کو کُنوئیں میں ڈھکیل دیا تو دونوں آدمی تلوار کھینچ کر اُس عورت کی طرف دوڑے - جب قریب پہونچے تو وہ عورت زور سے ھنسی اور ایک طرف کو بھاگ چلی - اُن دونوں نے اُسکا پیچھا کیا لیکن وہ عورت دوڑنے میں اِتنی تیز تھی کہ وے اُسے پا نہ سکتے تھے - اُسی باغیچے کے اندر وہ عورت چکر دینے لگی اور اُن دونوں کے ھاتھہ نہ آئی - وہ موقعہ اُن دونوں کے لئے

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

بڑا ھي نازک تھا- وے دونون اِس بات کو ضرور سوچتے
ھونگے کہ اگر اپنے مالک کو بچانے کي نیت سے کُنوئین
پر جاتے ھین تو وہ عورت بھاگ جائیگي یا تعجب
نھین کہ اُنھین بھي اُسی کُنوئین مین ڈھکیل دے-
آخر جب اُس عورت نے اُن دونون کو خوب دوڑایا تو
اُنھون نے آپس مین کُچھہ باتین کین اور ایک آدمي
تو اُس کُنوئین کي طرف چلا گیا اور دوسرے نے اُس
عورت کا پیچھا کیا- جب اُس عورت نے دیکھا کہ اب
دو مین سے ایک رہ گیا تو وہ کھڑي ھوگئي اور زمین
پر سے اینٹ کا ایک ٹکڑا اُٹھا کر اُس آدمي کي طرف
پھینکا- اُس عورت کا نشانہ بےخطا تھا جس سے وہ بچ
نہ سکا اور وہ اینٹ کا ٹکڑا اِس زور سے اُسکے سر مین
لگا کہ سر پھٹ گیا اور وہ دونون ھاتھون سے سر پکڑ کے
زمین پر بیٹھہ گیا- اُسوقت اُس عورت نے پھر دوسري
اینٹ ماري تیسري ماري اور چوتھي اینٹ کھاکر وہ
تو زمین پر لیٹ گیا- اُسي وقت اُس عورت نے خنجر
نکال لیا جو اُسکي کمر مین چھپا ھوا تھا اور دوڑتي
ھوئي اُسکے پاس جاکر خنجر سے اُسکا سر کاٹ ڈالا- مین
یہہ تماشہ دور سے دیکھہ رھي تھي- جب ایک آدمي
کو ختم کرچکي تو اُس دوسرے کے پاس آئي جو کُنوئین
پر کھڑا اپنے مالک کو نکالنے کي فکر کررھا تھا- ایک

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

اینٹ کا ٹکڑا اُسکی طرف بھی زور سے پھینکا جو اُسکی گردن میں لگا - وہ آدمی ہاتھ میں ننگی تلوار لئے ہوے اُس عورت پر جھپٹا لیکن اُسے پا نہ سکا - اُس عورت نے پھر اُس آدمی کو دوڑانا شروع کیا - بیچ بیچ میں اینٹ اور پتھروں سے اُسکی خبر لیتی جاتی تھی - وہ آدمی بھی اینٹ اور پتھر کے ٹکڑے اُس عورت پر پھینکتا تھا مگر وہ عورت اِتنی تیز اور پھرتیلی تھی کہ اُس کے سب وار برابر بچاتی چلی گئی مگر عورت کا وار ایک بھی خالی نہ جاتا تھا - آخر اُس آدمی نے بھی اِتنی مار کھائی کہ کھڑا ہونا دشوار ہوگیا اور وہ ناامید ہوکر زمین پر بیٹھ گیا - بس زمین پر بیٹھنے کی دیر تھی کہ اُس عورت نے بےتحاشہ پتھر مارنا شروع کیا یہاں تک کہ وہ آدھمُوا ہوکر زمین پر لیٹ گیا - اُس عورت نے اُسکے پاس پھونچکر اُسکا سر بھی جسم سے الگ کردیا - اِسکے بعد دوڑتی ہوئی میرے پاس آئی اور بولی "بیٹی! تونے دیکھا کہ میں نے تیرے دشمنوں کی کیسی خبر لی؟ میں تو اُس کمبخت بُڈھے (داروغہ) کو بھی پتھر مار مار کر مار ڈالتی مگر ڈرتی ہوں کہ دیر ہو جانے سے اُسکے اور بھی ساتھی نہ آپھونچیں اگر ایسا ہوا تو بڑی مشکل ہوگی پس اُسے جانے دے اور میرے ساتھ

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

چل میں تجھے حفاظت سے تیرے گھر یا جہاں تو کہیگی پہونچا دونگی *"

گو چابک کی مار کھانے سے میری بری حالت ہو گئی تھی مگر اپنے دشمنوں کی ایسی تباہی دیکھکر میں خوش ہوگئی اور اُس عورت کو بجاے ماں کے سمجھکر میں اُسکے قدموں پر گر پڑی - اُسنے مُجھے پیار سے اُٹھاکر گلے سے لگا لیا اور ہاتھ تھامے ہوے باغ کے پچھلی طرف لیچلی - باغ کے پیچھے کی طرف بھی باہر نکل جانے کے لئے ایک کھڑکی تھی اور اُسکے پاس سرپت کا ایک بہوای جنگل تھا - وہ عورت مُجھے لئے ہوے سرپت کے جنگل میں گُھس گئی اُسی جنگل میں اُس عورت کا گھوڑا بندھا ہوا تھا - اُسنے گھوڑا کھولا اور چارجامہ وغیرہ درست کرکے اُس پر مُجھے بیٹھایا اور پیچھے آپ بھی سوار ہوگئی - گھوڑا تیزی کے ساتھ روانہ ہوا اور تب میں سمجھی کہ اب میری جان بچگئی *

وہ عورت پہر بھر تک برابر گھوڑا پھینکے چلی گئی اور جب ایک گھنے جنگل میں پہونچی تو گھوڑے کی چال کم کی اور تھوڑی دیر تک دھیرے دھیرے چلکر ایک جھوپڑی کے پاس پہونچی جسکے دروازے پر دو تین آدمی بیٹھے آپس میں کُچھ باتیں کررہے

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

تھے - اُس عورت کو دیکھتے هي وے لوگ اُٹھہ کھڑے هوے اور ادب کے ساتھہ سلام کرکے گھوڑے کے پاس چلے آئے - عورت نے گھوڑے کے نیچے اترکر مُجھے بھي اتار لیا - اُن آدمیون میں سے ایک نے گھوڑے کي لگام تھام لي اور اُسے ٹہلانے کے لئے لیگیا - دوسرے آدمي نے کُچھہ اشارہ پاکر جھوپڑي کے اندر سے ایک کمبل لاکر زمین پر بچھا دیا اور ایک آدمي هاتھہ میں گھڑا - لوٹا اور رسي لیکر پاني بھرنے کے لئے چلا گیا - عورت نے مُجھے کمبل پر بیٹھنے کا اشارہ کیا اور آپ بھي کمر کھولنے بعد اُسي کمبل پر بیٹھہ گئي تب اُسنے مُجھہ سے کہا کہ "اب تو اپنا سچا سچا حال بتا کہ تو کون هے اور اِس مصیبت میں کیونکر پھنسي اور وہ بُڈھا شیطان کون تھا - تب تک آدمي پاني لاتا هے اور کھانے پینے کا بندوبست کرتا هے ۰"

اُس عورت نے رحم کرکے میري جان بچائي تھي اور جہان میں چاهتي وهان پھونچا دینے کے لئے تیار تھي - میرے دل نے بھي اُسے بجاے مان کے مان لیا تھا اِسلئے میں نے اُس سے کوئي بات نہین چھپائي اور اپنا سچا سچا حال شروع سے آخرتک کہہ سنایا - اُسے میري حالت پر بہت ترس آیا اور بہت دیر تک تسلي اور دلاسا دیتي رهي - جب میں نے اُسکا نام

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

پوچھا تو اُسنے اپنا نام "چھپا" بتایا •

اِتنا حال کھکر اِندرا لمحہ بھر کے لئے رک گئي اور کُنور آنندسنگھ نے چونک کر اُس سے پوچھا "کیا نام بتایا چھپا؟"

اِندرا - جي ھان •

آنند - (غور سے اِندرا کي صورت دیکھ کر) اوف! اب مین نے تجھے پھچانا !!

اِندرا - ضرور پھچانا ھوگا کیونکہ ایک دفعہ آپ مُجھے اُس کھوہ مین دیکھ چکے ھین جھان چھپا نے چھت سے لٹکتے ھوئے ایک آدمي کا جسم کاٹا تھا - آپ اُسمین دست انداز ھوئے تھے اور جوگن کا بھیس کئے ھوئے ھاتھ مین انگیٹھي لئے چپلا نے آکر آپکو اور دیبي سنگھ جي کو بیھوش کردیا تھا •

اِندرجیت - (تعجب سے آنندسنگھ کي طرف دیکھ کر) تمنے یہہ حال مُجھ سے کھا تھا - جب تم میري تلاش مین نکلے تھے اور اُس مسلمان عورت کي قید سے تمھین دیبي سنگھ نے چھڑایا تھا اُس زمانے کا حال ھے •

آنند - جي ھان یہہ وھي لڑکي ھے •

اِندرجیت - مین نے تو سنا تھا اُسکا نام سرلا ھے •

اِندرا - جي ھان - چھپا نے میرا نام سرلا رکھ

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

دیا تھا *

اِندرجیت - واہ واہ! برسون کے بعد اِس بات کا پتہ لگا *

گوپال - ذرا اُس قصے کو مین سننا چاھتا ھون *

آنندسنگھ نے اُس وقت کا بالکل حال راجہ گوپال سنگھ سے کہہ سنایا اور اِسکے بعد اِندرا کو پھر اپنا قصہ کہنے کے لئے کہا *

چوتھا بیان

بھوتناتھ و اصلي بلبھدر سنگھ طلسمي کھنڈھر کي نئي عمارت والے نمبر (۲) کے کمرے مین اُتارے گئے - جیت سنگھ کے حکم مطابق پنا لال نے اِنکي بڑي خاطر کي اور ھرطرح کے آرام کا بندوبست اُنکے حسب مرضي کردیا - پھر رات گزرنے پر جب وے لوگ ھرطرح سے فارغ اور مطمئن ھوگئے تو جیت سنگھ کو چھوڑ کر باقي سب عیار جو اُس کھنڈھر مین موجود تھے بھوتناتھ سے غپ شپ کرنے کے لئے اُسکے پاس آبیٹھے اور اِدھر اُدھر کي باتین ھونے لگین - پنا لال نے کہا - کیشوري اور کامني کي موت کا حال بھوتناتھ سے بیان کیا جسے سنکر بلبھدر سنگھ نے حد سے زیادہ

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

افسوس کیا اور بھوت ناتھ اُداسی کے ساتھ بڑی دیر تک بھر تفکر میں غوطے کھاتا رہا - جب قریب آدھی رات کے جا چکی تو سب عیار رخصت ہوکر اپنے اپنے ٹھکانے چلے گئے اور بھوت ناتھ و بلبھدر سنگھ بھی اپنی اپنی چارپائی پر جا لیٹے - بلبھدر سنگھ تو بہت جلد سو گیا مگر بھوت ناتھ کی آنکھوں میں نیند کا نام و نشان نہ تھا - کمرے میں ایک شمعدان جل رہا تھا اور بھوت ناتھ اندر والے رمنے کی طرف نگاہ کئے ہوے کچھ سوچ رہا تھا •

جس کمرے میں وے دونوں آرام کررہے تھے اُسمیں اندر کی طرف تین کھڑکیاں تھیں اُنھیں میں سے ایک کھڑکی کی طرف مُنھ کئے ہوے بھوت ناتھ لیٹا ہوا تھا - اُسکی نگاہ رمنے میں سے ہوتی ہوئی ٹھیک اُس دالان میں پہونچ رہی تھی جسمیں وہ طلسمی چبوترہ تھا جسپر پتھر کا آدمی لیٹا ہوا تھا - اُس دالان میں ایک قندیل جل رہی تھی جسکی روشنی میں وہ چبوترہ اور پتھر والا آدمی صاف دیکھائی دے رہا تھا •

بھوت ناتھ کو اُس دالان اور چبوترے کی طرف دیکھتے ہوے گھنٹہ بھر سے زیادہ ہوگیا یکایک اُسنے دیکھا کہ اُس چبوترے کا پتھر جو اُسکی طرف پڑتا

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

تھا پورا پورا ایک پلہ کواڑ کي طرح کُھل کر زمین کے
ساتھہ لگ گیا اور اُسکے اندر کسي طرح کي روشني
معلوم هونے لگي جو رفتہ رفتہ زیادہ هوتي جاتي تھي •
بھوت ناتھہ کو یہہ بات معلوم تھي کہ یہہ چبوترہ
کسي طلسم سے تعلق رکھتا هے اور اُس طلسم کو راجہ
بیریندر سنگھہ کے دونون لڑکے توڑینگے - پس اِسوقت
اُس چبوترے کي ایسي کیفیت دیکھہ کر بھوت ناتھہ
کو بڑا هي تعجب هوا اور وہ آنکھین ملکر اُس طرف
دیکھنے لگا - تھوڑي دیر بعد چبوترے کے اندر سے ایک
آدمي نکلتا هوا دیکھائي دیا مگر یہہ نہین تحقیق
هوسکتا تھا کہ وہ مرد هے یا عورت - کیونکہ وہ ایک
سیاہ لبادہ سر سے پیر تک اوڑھے هوئے تھا اور اُسکے
جسم کا کوئي حصہ بھي دیکھائي نہین دیتا تھا - اُسکے
باهر نکلنے کے ساتھہ هي چبوترے کے اندر والي روشني
بند هوگئي مگر وہ پتھر جو هٹ کر زمین کے ساتھہ
لگ گیا تھا جون کا تون کُھلا هي رها - وہ آدمي باهر
نکل کر اِدھر اُدھر دیکھنے لگا اور تھوڑي دیر تک
کُچھہ سوچنے کے بعد باهر رمنے مین آگیا اور دھیرے
دھیرے چلکر اُسنے ایکدفعہ چارونطرف کا چکر لگایا -
اُسوقت چارونطرف سناٹا تھا اور غالباً بھوت ناتھہ
کے سوائے سبھي کوئي آرام کي نیند مین بیخبر پڑے

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

تھی - رمنے کے چارونطرف کا چکر لگاتے وقت وہ آدمی کئی دفعہ بھوت ناتھ کی نگاھون کی اوت مین ھوا مگر بھوت ناتھ نے اسے اُٹھکر دیکھنے کی کوشش اِسلئے نھین کی کہ کھین اس آدمی کی نگاہ مُجھہ پر نہ پڑ جاے - جس کمرے مین بھوت ناتھ سویا ھوا تھا وہ ایک منزل اوپر تھا جھان سے رمنا اور دالان صاف صاف دیکھائی دے رھا تھا •

وہ آدمی گھوم پھرکر پھر اسی طلسمی چبوترے کے پاس جا کھڑا ھوا اور کُچھہ دم لیکر چبوترے کے اندر گُھس گیا - تھوڑی دیر کے بعد وھی آدمی پھر چبوترے کے باھر نکلا - اِس دفعہ وہ اکیلا نہ تھا بلکہ اُسی ڈھنگ کا لبادہ اوڑھے ھوے چار آدمی اور بھی اسکے ساتھہ تھے یعنی پانچ آدمی چبوترے کے باھر نکلے اور پورب طرف والے کونے مین جاکر سیڑھیون کی راہ اوپر کی منزل مین چڑھ گئے - اوپر کی منزل مین چارونطرف عمارت بنی ھوئی تھی اِسلئے بھوت ناتھہ کو کُچھہ نہ معلوم ھوا کہ وے لوگ کدھر گئے یا کس کوٹھری مین گُھسے مگر اِس بات کا شک ضرور ھوگیا کہ کھین وے لوگ کوٹھری ھی کوٹھری گُھومتے ھوے ھمارے کمرے مین نہ آجائین پس اُسنے ایک باریک چادر مُنھہ پر اوڑھہ لی اور اِس ڈھنگ سے لیٹ گیا

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

کہ دروازے کي طرف اور طلسمي چبوترے کي طرف
جدھر چاھے بغير سر ھلائے ديکھہ سکے - آدھے گھنٹے
کے بعد بھوت ناتھہ کے کمرے کا دروازہ کُھلا اور اُنھين
پانچون مين سے ايک آدمي نے کمرے کے اندر جھانک
کر ديکھا اور جب اُسے معلوم ھوگيا کہ دونون آدمي
بيخبر سو رھے ھين تو دھيرے سے کمرے کے اندر چلا
آيا اور اسکے بعد باقي چارون آدمي بھي کمرے کے
اندر چلے آئے - وے پانچون آدمي (يا جو ھون) ايک
ھي رنگ کا لبادہ يا بُرقعہ اوڑھے ھوے تھے جسمين
صرف آنکھہ کي جگھہ جالي بني ھوئي تھي تاکہ ديکھنے
مين تردد نہو - اُن پانچون نے بڑے غور سے بلبھدر
سنگھہ کي شکل ديکھي اور ايک نے کاغذ کا ايک لفافہ
اُسکے سرھانے کي طرف رکھہ ديا - پھر بھوت ناتھہ کے
پاس آيا اور اُسکے سرھانے بھي ايک لفافہ رکھہ کر اپنے
ساتھيون کے پاس چلا گيا - چند ساعت اور ٹھہر کر
وے پانچون آدمي کمرے کے باھر نکل گئے اور دروازے
کو اُسيطرح بند کرديا جيسا پھلے تھا -- اُسيوقت بھوت
ناتھہ بھي اُن پانچون مين سے کسي کو پکڑ لينے کي
نيت سے چارپائي پر سے اُٹھہ کھڑا ھوا اور کمرے کے
باھر نکلا مگر کوئي نظر نہ آيا - اُسي جگھہ سے نيچے
اُتر جانے کے لئے سيڑھيان تھين - بھوت ناتھہ نے سمجھا

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

کہ وے لوگ اِنھین سیڑھیون کي راہ نیچے اُتر گئے
ھونگے - پس وہ بھي جلدي کے ساتھہ نیچے اتر گیا اور
گُھومتا ھوا بیچ والے رستے مین پہونچا مگر اُن پانچون
مین سے کوئي بھي دیکھائي ندیا - اُسوقت بھوت ناتھہ
نے سوچا کہ آخر وے لوگ گھوم پھر کر اُسي طلسمي
چبوترے کے پاس پہونچینگے اِسلئے پہلے ھي سے وھان
چلکر چھپ رھنا چاھئے •

بھوت ناتھہ اپنے کو چھپاتا ھوا اُس طلسمي چبوترے
کے پاس جا پہونچا اور پیچھے کي طرف جاکر اُسکي
آڑ مینْ چھپ کر بیٹھہ گیا •

بھوت ناتھہ کو اُسکي آڑ مین چھپکر بیٹھے ھوے
آدھہ گھنٹے سے زیادہ گُزر گیا مگر کسي کي صورت نظر
نہ آئي تب وہ اٹھہ کر چبوترے کے سامنے کي طرف آیا
جدھر کا مُنہہ کُھلا ھوا تھا - وہ پتھر کا تختہ جو ھٹکر
زمین کے ساتھہ لگ گیا تھا ابھي تک کُھلا ھوا تھا -
بھوت ناتھہ نے اُسکے اندر کي طرف جھانک کر دیکھا
مگر تاریکي کے سبب کُچھہ دیکھائي ندیا - ھان اُسکے
اندر سے کُچھہ باریک آواز آرھي تھي جسے سمجھنا
مشکل تھا - بھوت ناتھہ پیچھے کي طرف ھٹ گیا اور
سوچنے لگا کہ اب کیا کرنا چاھئے - اِتنے ھي مین اندر
سے کُچھہ کھڑکھڑاھٹ کي آواز آئي اور پتھر کا تختہ

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

هلنے لگا جو چبوترے سے پہلے کي طرح الگ هوگیا تھا - بھوت ناتھ اُسکے پاس سے هٹ گیا اور پتھر کا تختہ چبوترے کے ساتھ آهستہ سے لگکر جوں کا توں بند هوگیا - اُس وقت بھوت ناتھ یہہ کہتا هوا وهاں سے رواتہ هوا کہ "معلوم هوتا هے وے لوگ کسي دوسري راہ سے اِسکے اندر پہونچ گئے ٭"

بھوت ناتھ گھومتا هوا پھر اپنے کمرے میں چلا آیا اور اپني چارپائي پر سے اُس لفافے کو اٹھا لیا جو اُن لوگوں میں سے ایک نے اُسکے سرھانے رکھہ دیا تھا - شمعدان کے پاس لیجاکر لفافہ کھولا اور اُسکے اندر سے خط نکالکر پڑھنے لگا - یہہ لکھا هوا تھا :—

"کل بارہ بجے رات کو اِسي کمرے میں میرا انتظار کرو اور جاگتے رهو ٭"

بھوت ناتھ نے دو تین دفعہ اُس تحریر کو پڑھا اور پھر لفافے میں رکھہ کر کمر میں کھونس لیا - اِسکے بعد بلبھدر سنگھہ کي چارپائي کے پاس گیا اور چاھا کہ اُسکے سرھانے جو خط رکھا گیا هے اُسے اُٹھاکر پڑھے مگر اُسي وقت بلبھدر سنگھہ کي آنکھہ کُھل گئي اور اپني چارپائي پر کسي کو جھکے هوئے دیکھہ کر وہ اُٹھہ بیٹھا - بھوت ناتھ پر نگاہ پڑي اور تعجب میں آکر پوچھا "یہہ کیا معاملہ هے ؟"

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

بهوت - اِس وقت ایک تعجب کي بات دیکهنے مین آئي هے ●

بلبهدر - وه کیا ؟

بهوت - تم ذرا هوشیار هو جاؤ اور مُجهے اپنے پاس بیٹهنے دو تو کهون ●

بلبهدر - (بهوت ناتهہ کے لئے اپني چارپائي پر جگهہ کرکے) آؤ بیٹهہ جاؤ اور کهو کیا معاملہ هے ؟

بهوت ناتهہ بلبهدرسنگهہ کي چارپائي پر بیٹهہ گیا اور جوکُچهہ اُسنے دیکها تها پورا پورا بیان کیا اور آخر مین یهہ بهی کها کہ پڑهنے کے لئے تمهارے سرهانے سے مین خط اُٹهانے لگا تها کہ تمهاري آنکهہ کُهل گئي اب تم خود اُس خط کو پڑهو تو معلوم هو کہ کیا لکها هوا هے ●

بلبهدرسنگهہ لفافہ اُٹها کر شمعدان کے پاس چلا گیا اور اُسے کهولا - اُسکے اندر ایک انگوٹهي تهي جسپر نگاه پڑتے هي وه چلا اُٹها اور بغیر کُچهہ کهے اپني چارپائي پر آکر بیٹهہ گیا ●

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

پانچواں بیان

کُمار کے حکم سے اِندرا نے پھر اپنا حال بیان کرنا شروع کیا :-

چمپا نے مُجھے دلاسا دیکر بہت سمجھایا اور میری مدد کرنے کا وعدہ کیا اور یہہ بھی کہا کہ آج سے تو اپنا نام بدل دے - میں تجھے اپنے گھر لے جاتی ہوں مگر اِس بات کا خوب خیال رکھیو کہ اگر کوئی تجھہ سے تیرا نام پوچھے تو "سرلا" بتائیو اور یہہ سب حال جو تونے مُجھہ سے کہا ہے اب اور کسی سے بیان نہ کیجیو - میں نے چمپا کی بات قبول کرلی اور وہ مُجھے اپنے ساتھہ چنارگڈھ لیگئی - وہاں پہونچنے پر جب مُجھے چمپا کی عزت اور رتبے کا حال معلوم ہوا تو میں اپنے دل میں بہت خوش ہوئی اور یقین ہوگیا کہ یہاں رہنے میں مُجھے کسی قسم کا خوف نہیں ہے اور چمپا کی مہربانی سے میں اپنے دشمنوں سے انتقام بھی لے سکونگی •

چمپا نے مُجھے حفاظت اور آرام سے اپنے یہاں رکھا اور میرا سچا حال اپنی پیاری سکھی چپلا کے سوا اور کسی سے بھی نہ کہا - بلاشک چمپا نے مُجھے اپنی لڑکی کی طرح رکھا اور عیاری کا فن بھی دل لگاکر

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

سکھانے لگي مگر افسوس ! قسمت نے مُجھے بہت دنون تک اُنکے پاس رھنے نہ دیا اور تھوڑے ھي زمانے کے بعد (اِندرجیت سنگھہ کي طرف اشارہ کرکے) آپکو گیا کي راني مادھوي نے دھوکھا دےکر گرفتار کرا لیا - چھپا اور چپلا آپکي تلاش مین نکلین اور مُجھے بھي اُنکے ساتھہ جانا پڑا - اُسي زمانے مین میرا اور چھپا کا ساتھہ چھوٹتا *

آنند - تمھین یہہ کیسے معلوم ھوا کہ بھائي صاحب کو مادھوي نے گرفتار کرایا تھا ؟

اِندرا - مادھوي کے دو آدمیون کو چھپا اور چپلا نے اپنے قابو مین کرلیا تھا - پہلے چھپ کر اُن دونون کي باتین سني تھین جس سے یقین ھوگیا تھا کہ یے دونون مادھوي کے نوکر ھین اور کُنور صاحب کو گرفتار کرلینے مین یے دونون بھي شریک تھے مگر یہہ سمجھہ مین نہ آیا کہ جس مادھوي کے یے لوگ نوکر ھین وہ مادھوي کون ھے اور کُنور صاحب کو لیجاکر اُسنے کہان رکھا ھے - لاچار چھپا نے دھوکھا دیکر اُن دونون کو اپنے قبضے مین کرلیا اور کُنور صاحب کا حال اُن سے پوچھا - مین نے اُن دونون آمیون کے ایسا ضدي کوئي بھي ندیکھا ھوگا - آپنے خود دیکھا تھا کہ چھپانے اُس کھوہ مین اُسے کتني اذیت دیکر مارا تھا لیکن اُس

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

کمبخت نے ٹھیک ٹھیک پتہ نہیں دیا - اُسوقت وھان چمپا کا ایک نوکر بھي حبشي کي صورت مین کام کر رھا تھا - آپکو یاد ھوگا *

آنند - وہ مادھوي ھي کا آدمي تھا ؟

اِندرا - جي ھان اور اُسکي باتون کا آپنے دوسرا ھي مطلب لگا لیا تھا *

آنند - ٹھیک ھے - پھر دوسرے آدمي کا کیا حال ھوا کیونکہ چمپا نے تو دو آدمیون کو پکڑا تھا ؟

اِندرا - دوسرا آدمي بھي چمپا کے ھاتھہ سے اُسي روز کُچھہ دیر پہلے مارا گیا تھا *

آنند - ھان ٹھیک ھے - اُسکے تھوڑي دیر پہلے چمپا نے ایک اور آدمي کو مارا تھا - وھي ھوگا جسکے مُنھہ سے نکلے ھوے ٹوٹے پھوٹے لفظون نے ھمین دھوکھے مین ڈال دیا تھا - اچھا اُسکے بعد کیا ھوا ؟ تمھارا ساتھہ کیسے چھوٹا ؟

اِندرا - چمپا اور چپلا جب وھان سے جانے لگین تو عیاري کا بہت کُچھہ سامان اور کھانے پینے کي چیزین اُسي کھوہ مین رکھکر مُجھے کہہ گئین کہ "جبتک ھم دونون یا دونون مین سے ایک لوٹ نہ آوے تب تک تو اِسي جگھہ رھیو -" وغیرہ مگر مُجھے بہت دنون تک اُن دونون کا انتظار کرنا پڑا - یہان تک کہ جي

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

گھبرا گیا اور میں عیاري کا کُچھ سامان لیکر اُس کھوہ سے باھر نکلي کیونکہ چھپا کي بدولت مُجھ کو کُچھ کُچھ عیاري آ بھي گئي تھي - جب میں اُس پہاڑ اور جنگل کو پار کرکے میدان میں پہونچي تو سوچنے لگي کہ اب کیا کرنا چاھئے ؟ کیونکہ بہت سي بندھي ھوئي امیدون کا اُسوقت خون ھورھا تھا اور مان کے اندیشہ کے سبب میں بہتھي غمگین ھورھي تھي - یکایک میري نگاہ ایک ایسي چیز پر پڑي جسنے مُجھے چونکا دیا اور میں گھبراکر اُس طرف دیکھنے لگي........

اِندرا اور کُچھ کہا ھي چاھتي تھي کہ زمین کے اندر سے بڑے زور و شور کے ساتھ گھڑگھڑاھٹ کي آواز آنے لگي جسنے سبھون کو چونکا دیا اور اِندرا گھبرا کر راجہ گوپال سنگھ کا مُنھ دیکھنے لگي - سویرا ھو چکا تھا اور پورب طرف طلوع ھونے والے آفتاب کي سرخي نے آسمان کا کُچھ حصہ اپني باریک چادر کے نیچے چھپا لیا تھا •

گوپال - (کُمار سے) اب آپ دونون بھائیون کا یہان ٹھہرنا مناسب نہیں معلوم ھوتا ھے - یہہ آواز جو زمین کے نیچے سے آ رھي ھے بِلاشک طلسمي کل پرزون کے ھلنے یا گھومنے کا سبب ھے - ایک طور پر

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

آپ طلسم توڑنے میں ھاتھہ لگا چکے ھیں پس اب اِس کام میں توقف نہیں ھوسکتا - بلاشک اِس آواز کو سنکر آپکے دل میں بھی یہی خیال پیدا ھوا ھوگا پس اب آپ لمحہ بھر بھی دیر نہ کیجئیے *

کُمار - بیشک ایسی ھی بات ھے - آپ بھی یہاں سے جلد چلے جائیے - مگر اِندرا کا کیا ھوگا ؟

گوپال - اِندرا کو اِسوقت میں اپنے ساتھہ لیجاتا ھون پھر جوکُچھہ ھوگا دیکھا جائگا *

کُمار - افسوس کہ اِندرا کا کُل حال ھم سن نہ سکے خیر لاچاری ھے *

گوپال - خیر کوئی مضایقہ نہیں آپ طلسم کا کام ختم کرکے اِسکی ماں کو چھڑائیے پھر سب حال سن لیجئیے گا - ھاں میں نے وعدہ کیا تھا کہ اپنی طلسمی کتاب آپکو پڑھنے کے لئے دونگا مگر وہ کتاب غایب ھوگئی تھی اِسلئے دے نہ سکا اب (کتاب دیکھاکر) اِندرا کے ھاتھہ سے یہہ کتاب مُجھے ملگئی ھے اور پڑھنے کے لئے میں آپکو دے بھی سکتا ھون اگر آپ اِسے اپنے ساتھہ لیجانا چاھیں تو لیجائیں *

اِندرجیت - وقت کی لاچاری اِسوقت ھم لوگون کو آپسے جدا کرتی ھے اور یہہ معلوم نہیں ھوسکتا کہ پھر کب آپسے ملاقات ھوگی اور یہہ کتاب ھم لوگ

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

لیجاوینگے تو کب واپس دینے کي نوبت آویگي - طلسمي کتاب جو میرے پاس هے اُسکے پڑهنے اور باجے کي آواز کے سننے سے مُجھے یقین هوتا هے که آپ کي کتاب پڑھے بغیر بهي هم لوگ طلسم توڑ سکینگے - اگر میرا یهه خیال تهیک هے تو آپ کے پاس سے یهه کتاب لیجاکر آپکا بهت بڑا هرج کرنا خلاف مصلحت وقت هوگا •

گوپال - اِس کتاب کے بغیر آپکا کوئي کام هرج نهین هو سکتا اور اِسمین بهي کوئي شک نهین که اِس کتاب کے بغیر مین بےهاتهه پیر کا هوجاؤنگا •

اِندرجیت - تو اِس کتاب کو آپ اپنے پاس رهنے دیجئے پهر جب ملاقات هوگي تو دیکها جائگا - اب هم لوگ رخصت هوتے هین •

گوپال - خیر جائیے هم آپ دونون بهائیون کو جامع المتفرقین کے سپرد کرتے هین •

اِسکے بعد راجه گوپال سنگهه نے کُچهه باتین دونون کُمارون کو جلدي جلدي سمجهاکر رخصت کیا اور آپ بهي اِندرا کو ساتهه لے محل کي طرف روانه هوئے •

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

چھتھوان بیان

جس راہ سے کُنور اِندرجیت سنگھ، اور آنند سنگھ، کو راجہ گوپال سنگھ، اِس باغ میں لائے تھے اُسي راہ سے جاکر یے دونون بھائي اُس کمرے میں پھونچے جو باجے والے کمرے میں جانے کے پہلے پڑتا تھا اور جس میں محراب دار چار ستونون کے سہارے ایک بناؤتي آدمي پھانسي لٹک رہا تھا - اِس کمرے کا خلاصہ حال ایک دفعہ لکھا جاچکا ھے اِسلئے یہان پر مکرر لکھنے کي کوئي ضرورت نہیں معلوم ھوتي - ناظرین کو یہہ بھي یاد ھوگا کہ اِندرا کا قصہ سننے کے پہلے ھي کُنور اِندرجیت سنگھ، اور آنند سنگھ، اُس طلسمي باجے کي آواز تالي لگا لگاکر اچھي طرح سن سمجھ چکے ھین اگر یاد نہو تو طلسم کے متعلق پچھلا قصہ پھر پڑھ جانا چاھئے کیونکہ اب یے دونون بھائي طلسم توڑنے میں ھاتھ لگاتے ھین •

کمرے میں پھونچنے کے بعد دونون بھائیون نے نے دیکھا کہ پھانسي لٹکتے ھوے آدمي کے نیچے جو مورت (اِندرا کے شکل کي) کھڑي تھي وہ اِس وقت تیزي کے ساتھ ناچ رھي ھے - کُنور اِندرجیت سنگھ، نے طلسمي خنجر کا ایک وار کرکے اُس مورت کو دو

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

ٹکڑے کردیا - یعني کمرے سے اوپر والا حصہ کاٹ کر گرا دیا - اُسي وقت اُس مورت کا ناچنا بند ھوگیا اور وہ مہیب آواز بھي جو بڑي دیر سے تمام باغ میں اور اِس کمرے میں بھي گونج رھي تھي ایکدم بند ھو گئي - اِسکے بعد دونون بھائیون نے اُس بچي ھوئي نصف مورت کو بھي زور کرکے زمین سے اُکھاڑ ڈالا اُس وقت معلوم ھوا کہ اُسکے داھنے پیر کے تلوے میں لوھے کي ایک زنجیر جڑي ھوئي ھے جس کے کھینچنے سے داھني طرف والي دیوار میں ایک نیا دروازہ نکل آیا •

طلسمي خنجر کي روشني کے سہارے دونون بھائي اُس نئے دروازے کے اندر چلے گئے اور تھوڑي دور جانے بعد ایک اور کُھلا ھوا دروازہ لانگھہ کر چھوٹي سي کوٹھري میں پھونچے جسمیں اوپر چڑھ جانے کے لئے دس بارہ سیڑھیان بني ھوئي تھین - دونون بھائي سیڑھیان چڑھکر اوپر کے کمرے میں پھونچے جسکي لمبائي پچاس ھاتھہ اور چوڑائي چالیس ھاتھہ سے کم نہوگي - یہہ کمرہ کاھےکو ایک چھوٹا سا مصنوعي دلفریب باغیچہ تھا - گو اِسمیں گُل بوٹون کے جتنے درخت لگے ھوے تھے سب مصنوعي تھے مگر پھر بھي معلوم ھوتا تھا کہ پھولون کي خوشبو سے یہہ کمرہ خوب

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

معطر ھے - اِس کھرے کي چھت میں موتے شیشے
بہت سے لگے ھوے تھے جنھیں سے بےروک ٹوک پہونچنے
والي روشني کے سبب تمام کھرے میں اجالا ھو رھا
تھا - وے شیشے چوڑے یا چپٹے نہ تھے بلکہ گنبد نما
گول بنے ھوے تھے •

اِس چھوٹے سے بناوٹي باغیچے میں چھوٹي چھوٹي
مگر بہت خوبصورت کیاریاں بني ھوئي تھیں اور اُن
کیاریوں کے چاروں طرف کي زمین مختلف رنگ کے
پتھر کے چھوٹے چھوٹے ٹکڑوں سے بني تھي - بیچ میں
ایک گول چبوترہ بنا ھوا تھا اور اُسکے اوپر ایک
عورت کھڑي ھوئي معلوم ھوتي تھي جسکے بائیں
ھاتھہ میں تلوار اور داھنے میں ھاتھہ بھر لمبي ایک
تالي تھي •

کُمار اِندرجیت سنگھہ نے طلسمي خنجر کي روشني
بند کرکے آنند سنگھہ کي طرف دیکھا اور کہا "ضرور
یہہ عورت لوھے یا پیتل کي بني ھوئي ھوگي اور یہہ
تالي بھي وھي ھوگي جسکي ھم لوگوں کو ضرورت ھے
مگر طلسمي باجے نے تو یہہ کہا تھا کہ تالي کسي چلتي
پھرتي سے حاصل کروگے - یہہ عورت چلتي پھرتي نہیں
ھے کھڑي ھے •"

آنند سنگھہ - اُسکے پاس تو چلئے دیکھیں وہ تالي

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

کیسي هے *

اِندرجیت - چلو *

دونون بھائي اُس چبوترے کي طرف بڑھے لیکن اُسکے پاس نہ جاسکے - تین چار هاتھہ اِدھرهي تھے کہ ایک قسم کي آواز کے ساتھہ وهان کي زمین هلي اور چبوترہ (جسپر پتلي تھي) تیزي کے ساتھہ چکر کھانے لگا اور اُسي کے ساتھہ وہ نقلي عورت (پتلي) بھي گُھومنے لگي جسکے هاتھہ میں تلوار اور تالي تھي - گُھومنے کے وقت اُسکا تالي والا هاتھہ اونچا هوگیا اور تلوار والا هاتھہ آگے کي طرف بڑھ گیا جو اپنے گُھومنے کي تیزي میں چکر کا کام کررها تھا *

آنند - کھئے بھائي صاحب! اب یہہ عورت یا پتلي چلتي پھرتي هوگئي یا نهین ؟

اِندرجیت - هان هو تو گئي *

آنند - اب جسطرح هوسکے اِسکے هاتھہ سے تالي لیني چاهئے - چبوترے پر جانےوالا تو فوراً دو ٹکڑے هوجائگا *

اِندرجیت - (پیچھے هٹتے هوے) دیکھین هٹ جانے پر اِسکا گھومنا بند هوتا هے یا نهین *

آنند - (پیچھے هٹکر) دیکھئے چبوترے کا گھومنا بند هوگیا! بس یهي سیاہ پتھر چار هاتھہ کے قریب

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

چوڑا جو اِس چبوترے کے چاروںطرف لگا ہوا ہے اصل کرامات ہے - اِسپر پیر رکھنے ہي سے چبوترہ گھومنے لگتا ہے (سیاہ پتھر کے اوپر جاکر) دیکھئے گھومنے لگ گیا (ہٹکر) وہ بند ہوگیا - اچھا اب میں سمجھہ گیاْ - اِس پتلي کے ہاتھہ سے تالي اور تلوار لے لینا کوئي بڑي بات نہیں ہے •

اِتنا کہکر آنندسنگھہ نے ایک جست کي اور بغیر سیاہ پتھر پر پیر رکھے ہي کُود کر چبوترے کے اوپر چلے گئے - چبوترہ جوں کا توں اپنے ٹھکانے قایم رہا اور آنندسنگھہ پتلي کے ہاتھہ سے تالي و تلوار لیکر جس طرح وہاں گئے تھے اُسیطرح کُودکر اپنے بھائي کے پاس چلے آئے اور بولے "کہئے کس خوبي سے تالي لے آئے !!"

اِندرجیت - بیشک (تالي ہاتھہ میں لیکر) عجب ڈھنگ کي تالي بني ہوئي ہے (غور سے دیکھہ کر) اِس پر کُچھہ حرف بھي کُھدے ہوے معلوم ہوتے ہیں مگر بغیر تیز روشني کے اِسکا پڑھا جانا مشکل ہے •

آنند - میں طلسمي خنجر کي روشني کرتا ہوں آپ پڑھئے •

اِندرجیت سنگھہ نے طلسمي خنجر کي روشني میں اُسکو پڑھا اور آنند سنگھہ کو سمجھایا - اِسکے بعد دونوں بھائي کُودکر اُس چبوترے پر چلے گئے جسپر

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

وه پتلي کهڑي تهي - ڈهونڈهنے اور غور سے ديکهنے پر دونون بهائيون کو معلوم هوا که اُس پتلي کے داهنے پير مين ايک سوراخ ايسا هے جسمين وه تلوار جو پتلي کے هاتهه سے لےلي گئي تهي بخوبي گُهس جاے - بهائي کے حکم سے آنندسنگهه نے وهي پتلي والي تلوار اُس سوراخ مين ڈال دي - يهان تک که پوري تلوار سوراخ کے اندر چلي گئي صرف اُسکا قبضه باهر رهگيا - اُسوقت دونون بهائيون نے مضبوطي سے اُس پتلي کو پکڑ ليا - تهوڑي هي دير بعد چبوترے کے نيچے سے ايک آواز آئي اور پهلے کي طرح وه چبوتره پتلي سميت گهومنے لگا - پهلے دهيرے دهيرے پهر رفته رفته تيزي کے ساتهه چبوتره گهومنے لگا - اُس وقت دونون بهائيون کے هاتهه اُس پتلي کے ساتهه ايسے چپک گئے که معلوم هوتا تها چهڑانے سے کبهي چهوٹين گے نهين •

چبوتره گهومتا هوا زمين کے اندر دهنسنے لگا اور سر مين چکر آنے کے سبب دونون بهائي بيهوش هوگئے - جب وے هوش مين آئے تو آنکهين کهول کر چارونطرف ديکهنے لگے مگر اندهيرے کے سواے اور کُچهه بهي نظر نه آيا - اُس وقت اِندرجيت سنگهه نے اپنے طلسمي خنجر کے ذريعه سے روشني کي اور اِدهر

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

اُدھر دیکھنے لگے - اپنے چھوٹے بھائي کو پاس مین بیٹھے پایا اور اُس پتلي کو ٹکڑے ٹکڑے دیکھا جسکے کُچھہ ٹکڑے چبوترے کے اوپر ھي تھے اور کُچھہ زمین پر بکھرے ھوے تھے •

اِس وقت بھي دونون بھائیون نے اپنے کو اُسي چبوترے پر پایا - سمجھے کہ یہہ چبوترہ دھنستا ھوا اِس نیچے والي منزل کے ساتھہ آلگا ھے مگر جب چھت کي طرف نگاہ کي تو کسي طرح کا نشان یا سوراخ نہ دیکھہ کر چھت کو برابر اور بالکل صاف پایا - اب جہان پر دونون بھائي تھے وہ کوٹھري بہ نسبت اوپر والے (یا پہلے) کمرے کے بہت چھوٹي تھي - چارون طرف طرح طرح کے کل پرزے دیکھائي دے رھے تھے جنھین سے نکل کر پھیلے ھوے لوھے کے تار اور لوھے کي زنجیرین جال کي طرح تمام کوٹھري کو گھیرے ھوے تھین - بہت سي زنجیرین ایسي تھین جو چھت مین - بہت سي دیوارون مین اور بہت سي زمین کے اندر گھسي ھوئي تھین - اِندرجیت سنگھہ کے سامنے کي طرف ایک چھوٹا سا دروازہ تھا جسکے اندر دونون کُمارون کو جانا پڑیگا پس دونون کُمار چبوترے کے نیچے اُترے اور تارون و زنجیرون سے بچتے ھوے اُس دروازے کے اندر گئے - یہہ راستہ سرنگ کي طرح تھا جسکي چھت

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

زمین اور دونون طرف کي ديوارين مضبوط پتھر کي بني ھوئي تھين - دونون کُمار تھوڑي دور تک اُسھين برابر چلے گئے اور اِسکے بعد ايسي جگھہ پھونچے جھان اوپر کي طرف نگاہ کرنے سے آسمان دیکھائي ديتا تھا - غور کرنے سے دونون کُمارون کو معلوم ھوا کہ يھہ جگھہ درحقيقت کُنوئين کي طرح ھے - اِسکي زمين (کسي سبب سے) بھت ھي نرم اور گُدگُدي تھي - بيچ مين ايک پتلا لوھے کا کھمبھا تھا - کھمبھے کے نيچے زنجير کے سھارے ايک کھٹولي بندھي ھوئي تھي جس پر دو تين آدمي بيٹھہ سکتے تھے - کھٹولي سے ڈھائي تين ھاتھہ اوپر (کھمبھے مين) ايک چرخي لگي ھوئي تھي اور چرخي کے ساتھہ ايک تانبے کي (تختي) بندھي ھوئي تھي - اِندرجيت سنگھہ نے اُس تختي کو پڑھا باريک حرفون مين يھہ لکھا ھوا تھا:—

"يھان سے باھر نکل جانے والے کو کھٹولي کے اوپر بيٹھہ کر چرخي سيدھي طرف گُھمانا چاھئے - چرخي سيدھي طرف گھمانے سے يھہ کھمبھا کھٹولي کو لئے ھوے اوپر کي طرف جائگا اور اُلٹي طرف گھمانے سے نيچے اُتريگا - پيچھے ھٹنے والے کو اب وہ راستہ کُھلا ھوا نھين مليگا جدھر سے وہ آيا ھوگا •"

تختي پڑھکر اِندرجيت سنگھہ نے آنندسنگھہ سے

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

کہا "یہان سے باھر نکل چلنے کے لئے یہہ اچھی ترکیب ھے - اب ھم لوگون کو بھی اِسیطرح باھر ھو جانا چاھئے تم بھی اِسے پڑھ لو •"

آنند - (تختی پڑھکر) آئیے اِس کھٹولی میں بیٹھ جائیے •

دونون کمار اُس کھٹولی مین بیٹھ گئے اور اِندر جیت سنگھ چرخی گھمانے لگے - جیسے جیسے چرخی کو گھماتے تھے ویسے وہ کھمبھا کھٹولی کو لئے ہوئے اوپر کی طرف اُٹھتا جاتا تھا - جب وہ کھمبھا کُنوئین کے باھر نکل گیا تب اپنے چارونطرف کی زمین اور عمارتون کو دیکھکر دونون کمار چونکے اور اِندر جیت سنگھ کی طرف دیکھکر آنندسنگھ نے کہا :—

آنند - یہہ تو وھی طلسمی باغ کا چوتھا درجہ ھے جسمین ھم لوگ کئی روز تک رہ چکے ھین •

اِندرجیت - بیشک وھی ھے مگر یہہ کھمبھا ھم کو (ھاتھ کا اشارہ کرکے) اِس طلسمی عمارت مین پہونچاویگا •

ناظرین ! ھم سنتتی کے نوین حصے کے پہلے بیان مین اِس باغ کے چوتھے حصے کا حال جو کچھ لکھ چکے ھین شاید آپکو یاد ھوگا - اگر بھول گئے ھون تو اُسے پھر پڑھ جائیے - اُس بیان مین یہہ بھی لکھا جاچکا

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

ھے کہ "اِس باغ کے پورب طرف والے مکان کے چارونطرف پیتل کي دیوار تھي اِسلئے اُس مکان کا صرف اوپر والا حصہ دیکھائي دیتا تھا اور کُچھہ معلوم نہین ھوتا تھا کہ اُسکے اندر کیا ھے - ھان چھت کے اوپر لوھے کا ایک پتلا کھمبھا محراب دار تھا جسکا دوسرا سرا اُسکے پاس والے کُنوئین کے اندر گیا ھوا تھا - اُس مکان کے چارونطرف جو پیتل کي دیوار تھي اُسمین ایک بند دروازہ بھي دیکھائي دیتا تھا اور اُسکے دونوطرف پیتل ھي کے دو آدمي ھاتھہ مین ننگي تلوار لئے کھڑے تھے -" وغیرہ •

پھر اُسي مکان کے ساتھہ والا کُنوان تھا جسمین سے اِندرجیت سنگھہ اور آنندسنگھہ نکلے - رفتہ رفتہ اونچے ھوکر دونون بھائي اُس مکان کي چھت پر جا پھونچے جسکے چارونطرف پیتل کي دیوار تھي - کھٹولي کو مکان کي چھت تک پھونچا کر وہ کھمبھا آڑ گیا اور دونون کُمارون کو اُسپر سے اُتر جانا پڑا - پہلے جب دونون کُمار اِس باغ کے (چوتھے درجے کے) اندر آئے تھے تب اِس مکان کے اندر کا حال کُچھہ جان نہین سکتے تھے مگر اب تو اتفاق نے خود اِن دونون کو اُس مکان مین پھونچا دیا اِسلئے بڑے حوصلہ سے دونون بھائي اِس مکان کا تماشہ دیکھنے کے لئے تیار ھوگئے •

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

اِس مکان کي چھت پر سے ایک راستہ نیچے اُتر جانے کے لئے تھا - اُسي راہ سے دونون بھائي نیچے والي منزل میں اُترکر ایک چھوٹے سے کمرے مین پھونچے جہان کي چھت - زمین اور چارونطرف کي دیوارون میں قلعي کئے ہوے دلدار شیشے بڑي کاریگري سے جڑے ہوے تھے - اگر ایک آدمي بھي اُس کمرے مین جاکر کھڑا ہو تو اپني ہزارون صورتین† دیکھہ کر گھبرا جاے - سواے اِس بات کے اُس کمرے مین اور کُچھہ بھي نہ تھا نہ یہہ معلوم ہوتا تھا کہ یہان سے کسي اور جگہہ جانے کے لئے کوئي راستہ ہے - اُس کمرے کا حال دیکھہ کر اِندرجیت سنگھہ ہنسے اور آنند سنگھہ کي طرف دیکھہ کر بولے :—

اِندر - اِسمین کوئي شک نہین کہ اِس کمرے مین اِن شیشون کي بدولت ایک قسم کي دلگي ہے مگر تعجب ہے کہ طلسم بنانے والے نے یہہ فضول کارروائي کیون کي ہے ! اِن شیشون کے لگانے سے کوئي فایدہ یا نتیجہ معلوم نہین ہوتا •

آنند - مین بھي یہي سوچ رہا ہون مگر یقین

† اگر دو بڑے بڑے آئینے آمنے سامنے رکھہ کر دیکھئے تو آئینے کے اندر دو چار ہي نہیں بلکہ ہزارون آئینے ایک دوسرے کے اندر دیکھائي دینگے •

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

نہین ہوتا کہ طلسم بنانے والے نے اِسے فضول ہي بنایا ہو - کوئي نہ کوئي بات اِسمین ضرور ہوگي - اِسکے سواے اِس مکان مین ابھي تک کوئي عجیب و غریب بات دیکھائي نہین دي اگر یہان کُچھہ ہے تو صرف یہي کمرہ ہے - پس اِس کمرے کو فضول سمجھنا اِس عمارت بھر کو فضول سمجھنا ہے مگر ایسا نہین ہو سکتا دیکھئے اِسي مکان سے اُس لوہے والے کھمبے کو تعلق ہے جسکي بدولت ہم لوگ......(رک کر) سنئے سنئے یہہ آواز کیسي اور کہان سے آرہي ہے !!

بات کرتے کرتے آنند سنگھہ رک گئے اور تعجب کي نگاہون سے اپنے بھائي کي طرف دیکھنے لگے کیونکہ اُنہین دو آدمیون کے زور سے بات چیت کرنے کي آواز سنائي دینے لگي - وہ آواز یہہ تھي :—

ایک - تو کیا دونون کُمہار اُس کُنوئین مین سے نکل کر یہان آجائینگے ؟

دوسرا - ضرور آجائینگے - اُس کُنوئین مین جو لوہے کا کھمبھا گیا ہوا ہے اُسمین ایک کھٹولي بندھي ہوئي ہے اُسي کھٹولي پر بیٹھہ کر ایک کل گھماتے ہوے دونون آدمي یہان آجائینگے •

پہلا - تب تو بڑي مشکل ہوگي - ہم لوگون کو یہہ جگہہ چھوڑ دیني پڑیگي •

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

دوسرا - ہم لوگ اِس جگہہ کو کیوں چھوڑنے لگے ؟ جسکے بھروسے پر ہم لوگ یہاں بیٹھے ہیں کیا وہ دونوں کُماروں سے کمزور ہے ؟ خیر اُسے جانے دو پہلے ہم لوگ اُنھیں دق کرنے کے لئے بہت ہیں •

پہلا - اِس میں تو کوئی شک نہیں کہ ہم لوگ اُنکی طاقت اور جوانمردی کو ہوا کھلا سکتے ہیں مگر ایک کام ضرور کرنا چاہئے •

دوسرا - وہ کیا ؟

پہلا - اِس کمرے کا وہ دروازہ کھول دینا چاہئے جسمیں خوفناک اژدہا رہتا ہے - جب اُس دروازے کو کُھلا دیکھکر دونوں اُسکے اندر جائینگے تو ضرور وہ اژدہا اُن دونوں کو نگل جائیگا •

دوسرا - اور بقیہ دروازے مضبوطی سے بند کر دینے چاہئیں تاکہ اور کسی طرف جا نہ سکیں •

پہلا - بیشک ! اِسکے علاوہ ایک کام اور بھی ضرور کرنا چاہئے جسمیں وے دونوں اُس دروازے کے اندر ضرور جائیں یعنی اُن دونوں لڑکیوں کو بھی اُس اژدہے والی کوٹھری کے اندر ہاتھہ پیر باندھکر پہونچا دینا چاہئے جن پر دونوں کُمار عاشق ہیں •

دوسرا - یہہ تو تمنے بہت اچھی بات کہی - جب وہ اژدہا اُن لڑکیوں کو نگلنا چاہیگا تو وے ضرور

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

چلائیدنگی اُسوقت آواز پہچاننے پر وے دونون اپنے کو کسیطرح روک نہ سکینگے اور اُس دروازے کے اندر ضرور چلے جائینگے اور اژدھے کي خوراک بنینگے •

پہلا - یہہ بھي اچھي بات کہي - اچھا اُن دونون کو پکڑ لاؤ اور ہاتھہ پیر باندھکر اُس کوٹھري مین ڈال دو اگر اِس کارروائي سے کام نہ چلیگا تو دوسري کارروائي کیجائیگي مگر اُنھین اِس مکان کے باہر جانے ندینگے *

اِسکے بعد وہ باتچیت کي آواز بند ہوگئي اور یکایک سامنے والے آئینے مین کُنور اِندرجیت سنگھہ اور آنندسنگھہ نے اپنے پیارے عیار بھیروسنگھہ اور تاراسنگھہ کي صورت دیکھي سو بھي اِس ڈھنگ سے کہ دونون عیار اکڑتے ہوے ایک طرف سے آئے اور دوسري طرف چلے گئے - اِسکے بعد دو عورتون کي صورت نظر آئي - پہلے تو پہچاننے مین شک ہوا مگر فوراً ہي معلوم ہوگیا کہ یے دونون کملني اور لاڈلي ہین - اُن دونون کي کمر مین آہني زنجیر بندھي ہوئي تھي اور اُسے ایک مضبوط آدمي پکڑے ہوے اُن دونون کے پیچھے پیچھے جارہا تھا - یہہ بھي دیکھا کہ کملني اور لاڈلي چلتے چلتے رکین اور اُسي وقت اُس آدمي نے اُن دونون کو دھکا دیا جسسے کہ وے جھک گئین

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

اور سر ہلاکر آگے بڑھتي ہوئي نظرون کي اوجھل ہو گئيين •

بھيروسنگھ اور تاراسنگھ، يہان کيسے آپہونچے؟ کھلني اور لاڈلي کو قيديون کي طرح ليجانے والا کون تھا؟ اِس شيشے کے اندر اُن سبھون کي صورتيين کيسے ديکھائي دين؟ اور چارونطرف سے بند رہنے پر بھي يہان آواز کيسے آئي؟ اِس بات کو سوچتے ہوے وے دونون بہت ھي پريشان ہوے •

آنند - بھائي صاحب! يہہ تو بڑے تعجب کي بات معلوم ہوتي ھے! يہہ لوگ (اگر واقعي کوئي ہون تو) کہتے ہيين کہ اژدھا کُمارون کو نگل جائگا مگر ہم لوگ تو خود ھي اژدھے کے مُنھہ ميين جانے کے لئے تيار ہيين کيونکہ طلسمي باجے کا يہي حکم ھے - اب کہئے طلسمي باجے کي بات جھوٹ ھے يا يے لوگ دھوکھا دينا چاھتے ہيين •

اِندرجيت - ميين بھي اِنھيين باتون کو سوچ رہا ہون - طلسمي باجے کي باتون کو غلط جاننا عقلمندي کي بات نہيين ھے کيونکہ اُسي آواز کے بھروسے پر ہم لوگ طلسم توڑنے کے لئے آمادہ ہوے ہيين - مگر ہان - اِس بات کا پتہ لگائے بغير اژدھے کے مُنھہ ميين جانے کو بھي دل نہيين چاھتا کہ يہہ آواز کيسي تھي - اِس

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

آئینے میں جن لوگوں کی صورتیں دیکھائی دی ہیں یا جن لوگوں کی بات چیت کی آواز سنائی دی ہے وے درحقیقت کوئی ہیں یا بالکل طلسمی کھیل ہی ہے؟ قلعی کئے ہوے آئینے میں کسی ایسے آدمی کی صورت کیونکر دیکھائی دے سکتی ہے جو اُسکے سامنے نہ ہو؟

آنند - یہہ ایک نئی بات ہے - اگر کسی کے سامنے ہم یہہ قصہ بیان کریں تو وہ یہی کہیگا کہ "تمھیں دھوکھا ہوا - جن لوگوں کو تمنے آئینے میں دیکھا تھا وے تمھارے پیچھے کی طرف سے نکل گئے ہونگے اور تمنے اُس بات کا خیال نہ کیا ہوگا - " مگر نہیں - اگر درحقیقت ایسا ہوتا تو آئینے میں بھی ہم اُنکو اپنے پیچھے کی طرف سے نکل جاتے ہوے دیکھتے - در حقیقت اِسکا سبب کوئی دوسرا ہی ہے جو ہم لوگوں کی سمجھ میں نہیں آتا *

اِندرجیت - خیر اب کیا کیا جاے؟ اِس منزل سے نیچے اُتر جانے یا کسی اور طرف جانے کے لئے راستہ بھی دیکھائی نہیں دیتا (اُنگلی کا اشارہ کرکے) صرف وہ ایک نشان ہے جہاں خود بخود ایک دروازہ پیدا ہوگا یا ہم لوگ دروازہ پیدا کر سکتے ہیں لیکن وہ دروازہ اُسی اژدھے والی کوٹھری کا ہے جسمیں جانے

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

کے لئے ھملوگ یہاں آئے ھین •

آنند - ٹھیک ھے مگر کیا ھملوگ طلسمي خنجر سے اِس شیشے کو توڑ یا کاٹ نہین سکتے ؟

اِندرجیت - ضرور کاٹ سکتے ھین مگر یہہ اپنے مرضي کي کارروائي ھوگي •

آنند - ھو - کیا ھرج ھے اجازت دیجئے تو مین ایک ھاتھ، شیشے پر لگاؤن •

اِندرجیت - اِس شیشے کو توڑکر دیکھو کیا نتیجہ نکلتا ھے - کہین کوئي بکھیڑا نہ پیدا ھو !!

"اب ھرچہ بادا باد" اِتنا کہکر آنندسنگھ، طلسمي خنجر لئے ھوے آئینے کي طرف بڑھے - اُسیوقت بائین طرف کي شیشے والي دیوار مین ایک آواز ھوکر چھوٹا سا دروازہ نکل آیا جہان کُمہار نے ھاتھ، کا اشارہ کرکے آنندسنگھ، کو بتایا تھا - مگر دونون کُمارون نے اُسکے اندر جانے کا خیال بھي نہ کیا اور آنندسنگھ، نے طلسمي خنجر کا ایک بھرپور ھاتھ، اپنے سامنے والے شیشے پر لگایا جسکا نتیجہ یہہ ھوا کہ شیشے کا ایک بہت بڑا ٹکڑا سخت آواز دیکر پیچھے کي طرف ھٹ گیا اور آنندسنگھ، اِسطرح اُسکے اندر گھس گئے جیسے کسي ھوا کي کشش یا بونڈر (بگولے) نے اُنھین اپني طرف کھینچ لیا ھو اور اِسکے بعد وہ شیشے کا ٹکڑا جون کا

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

تون برابر معلوم هونے لگا •

هوا کي کشش کا اثر کچهه کچهه اندرجیت سنگهه پر بهي هوا مگر یهه دور کهڑے تهے اسلئیے کهنیچ کر وهان تک نه جاسکے مگر آنندسنگهه اُسکے قریب هونے کے سبب کهنیچکر دروازے کے اندر چلے گئیے •

آنندسنگهه کا یکایک اسطرح آفت مین پهنس جانا بهت هي برا هوا - اس بات کا جتنا رنج اندرجیت سنگهه کو هوا اسے وهي جان سکتے تهے - اُنکي آنکهون مین آنسو بهر آیا اور بیچین هوکر آهسته سے بولے "جبتک مین بهي اُس شیشے کے اندر نه چلا جاؤنگا اپنے بهائي کو نه چهڑا سکونگا یا اس بات کا پته نه لگا سکونگا که اُسپر کیا مصیبت آئي -" اتنا کهه طلسمي خنجر لئیے هوے شیشے کي طرف بڑهے لیکن دو قدم جاکر پهر رک گئیے اور سوچنے لگے "کهین ایسا نهو که جس مصیبت مین آنندسنگهه پڑگیا هے اُسي مصیبت مین مین بهي پهنس جاؤن ! اگر ایسا هوا تو هم دونون اسي طلسم مین مرکر ره جائینگے - یهان کوئي ایسا هے بهي نهین جو هم لوگون کي مدد کریگا - اگر ایشور کے فضل سے طلسم کے اس درجے کو هم اکیلے توڑ سکے تو ضرور آنند کو چهڑا لینگے - کهین ایسا نهو که جب تک هم طلسم توڑین تب تک آنند کي جان پر آبنے !

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

بیشک اِس آواز نے ہم لوگون کو مغالطہ دیا - ہمین
طلسمی باجے پر بھروسہ کرکے بیخوف اژدھے کے مُنھہ
مین چلے جانا چاہئے تھا -" وغیرہ طرح طرح کی باتین
سوچکر اِندرجیت سنگھہ رُک گئے اور آنندسنگھہ کی
جدائی مین آنسو گراتے ہوے اُس اژدھے والی کوٹھری
مین چلے گئے جسکا دروازہ پہلے ہی کُھل چکا تھا ●

اُس کوٹھری مین سواے ایک بڑے اژدھے کے اور
کُچھہ بھی نہ تھا - اژدھے کی موٹائی دو گز گھیرے سے
کم نہوگی - اُسکا کُھلا ہوا مُنھہ اِس قابل تھا کہ کوشش
کرنے سے آدمی اُسکے پیٹ مین بخوبی گُھس جاے -
وہ اژدہا ایک سونے کے چبوترے کے اوپر کُنڈلی (حلقہ)
مارے بیٹھا ہواتھا - وہ اپنی قدآوری اور کُھلے ہوے
خوفناک مُنھہ کے سبب بہت ہی مہیب معلوم ہوتا
تھا - یہہ معلوم ہوجانے پر بھی کہ وہ مصنوعی ہے اُسکے
پاس جانا یا کھڑے ہونا بڑے دلیری کا کام تھا ●

اِندرجیت سنگھہ بےخوف اُس اژدھے کے مُنھہ مین
گُھس گئے اور کوشش کرکے آٹھہ یا نو ہاتھہ کے قریب
نیچے اُتر گئے - اِس عرصہ مین اُنھین گرمی اور سانس
لینے کی تنگی سے بہت تکلیف ہوئی اِسکے بعد اُنھین
نیچے اُترجانے کے لئے بارہ سیڑھیاں ملین - نیچے اُتر
جانے پر کئی قدم سرنگ مین چلنا پڑا اور اِسکے بعد

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

وہ اُجالے مین پھونچے •

اب جس جگھہ اِندرجیت سنگھہ پھونچے وہ ایک چھوٹا سا سہ منزلہ مکان سنگ مرمر کے پتھرون سے بنا ہوا تھا اور اُس کا بالائي حصہ بالکل کُھلا تھا یعني صحن مین کھڑے ہونے سے آسمان نظر آتا تھا - نیچے والي منزل مین جہان اِندرجیت سنگھہ کھڑے تھے چار دالان چارونطرف تھے اور چارون دالان اچھے اچھے بیش قیمت جواھرات - سونے کے جڑاؤ نمایشي برتنون اور حربون سے بھرے ہوے تھے - کُمار اُس بےاندازہ دولت اور آنمول چیزون کو دیکھتے ہوے بائین طرف والے دالان مین پھونچے اور وھان کي دیوار مین چھوٹا سا ایک دروازہ دیکھا - جھانکنے سے معلوم ہوا کہ اوپر کي منزل مین جانے کے لئے سیڑھیان ہین - کُنور اِندر جیت سنگھہ زینے کي راہ اوپر چڑھ گئے - اُس منزل مین بھي چارونطرف چار دالان تھے - پورب طرف والے دالان مین کل پرزے لگے ہوے تھے - اوتر طرف والے دالان مین ایک چھوترے کے اوپر لوھے کا صندوق ٹھیک اُسي ڈھنگ کا تھا جیسا کہ طلسمي باجہ کُمار دیکھہ چکے تھے - دکھن طرف والے دالان مین کئي پتلیان کھڑي تھین جنکے پیرون مین گڑاڑي دار پھیسے کي طرح بنا ہوا تھا - زمین مین لوھے کي نالیان جڑي ہوئي

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

ہوئي تھیں اور اُن نالیوں میں وہ پہیہ چڑھا ہوا تھا یعني وہ پتلیاں اِس لایق تھیں کہ پہیوں اور نالیوں کي برکت سے ایک محدود جگہہ تک چل پھر سکتي تھیں اور پچھم طرف والے دالان میں سوا ے ایک شیشے کي دیوار کے اور کُچھہ بھي نظر نہیں آتا تھا •

اُن پتلیوں میں کُمار نے اپنے جان پہچان اور ساتھیوں کي مورتیں دیکھیں - اُنھیں میں بھیرو سنگھہ - تارا سنگھہ - کملني - لاڈلي - راجہ گوپال سنگھہ اور اپني و اپنے چھوٹے بھائي کي بھي مورت دیکھي جو قد و قامت اور نقشے میں بہت صاف بني ہوئي تھي - کملني اور لاڈلي کي مورت کے کمر میں آھني زنجیر بندھي ہوئي تھي اور ایک مضبوط آدمي اُسے تھامے ہوے تھا - کُمار نے ایک مورت کو ھاتھہ کا دھکا دیکر چلانا چاھا مگر وہ اپني جگہہ سے ایک انگل بھي نہ ھلي - کُمار تعجب سے اُسکي طرف دیکھنے لگے •

کُمار اِن سب چیزوں کو غور اور تعجب کي نگاہ سے دیکھہ رھے تھے کہ یکایک دو آدمیوں کے بات چیت کي آواز اِنکے کان میں پڑي - چونک کر چاروں طرف دیکھنے لگے مگر کسي آدمي کي صورت نظر نہ آئي - تھوڑي ھي دیر میں معلوم ھو گیا کہ اوتر طرف والے دالان

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

میں چبوترے کے اوپر جو لوھے والا صندوق ھے اُسي میں سے آواز نکل رھي ھے - پس کُمار سمجھہ گئے کہ یہہ صندوق بھي اُسیطرح کا طلسمي باجہ ھے جیسا کہ پہلے دیکھہ چکے ھیں - فوراً اُس باجے کے پاس چلے گئے اور آواز سننے لگے - وہ بات چیت (آواز) ٹھیک وھي تھي جو کُنور اِندرجیت سنگھہ اور آنند سنگھہ شیشے والے کمرے میں سن چکے تھے یعني ایک نے کہا "تو کیا دونوں کمار اُس کُنوئیں سے نکل کر یہاں آجائینگے ؟" اُسي کے بعد دوسرے آدمي کے بولنے کي آواز آئي گویا دوسرے نے جواب دیا "ضرور آجائینگے - اُس کُنوئیں میں جو لوھے کا کھمبھا گڑا ھوا ھے اُسمیں ایک کھٹولي بندھي ھوئي ھے اُسي کھٹولي پر بیٹھہ کر ایک کل گُھماتے ھوے دونوں آدمي یہاں آجائینگے -" وغیرہ جو جو باتیں دونوں کُماروں نے اُس شیشے والے کمرے میں سني تھیں ٹھیک وھي باتیں اُسي ڈھنگ کي آواز میں کُمار نے اِس باجے میں سنیں - بڑا تعجب ھوا اور اُنھوں نے اِس بات کا یقین کرلیا کہ "اگر وہ شیشے والا کمرہ اِس دیوار کے بغل ھي میں ھے تو بِلا شک یہي آواز ھم دونوں بھائیوں نے سني تھي -" اِسکے ساتھہ ھي کُمار کي نگاہ پچھم طرف والے دالان میں شیشے کي دیوار کے اوپر پڑي اور آھستہ سے بول اُٹھے

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

"بیشک اِسی شیشے والی دیوار کے اُس طرف وہ کمرہ ہے اور تعجب نہیں کہ اس کمرے میں اِسطرف یہی شیشے کی دیوار ہم لوگون نے دیکھی ہو •"

اِتنے ہی میں دکھن والے دالان میں سے کُچھہ آہستہ آہستہ کل پرزون کے گھومنے کی آواز آنے لگی - کُمار نے اُس طرف دیکھا تو بھیروسنگھہ اور تاراسنگھہ کی مورت کو اپنی جگہہ سے چلتے ہوے پایا - اُن دونون مورتون کی اکڑکر چلنے والی چال بھی ٹھیک ویسی ہی تھی جیسی کُمار اُس شیشے کے اندر دیکھہ چکے تھے - وے دونون مورتین چلتی ہوئی اُس شیشے والی دیوار کے پاس پہونچین - اُسی وقت دیوار میں ایک دروازہ نکل آیا اور دونون مورتین اُسکے اندر گھس گئین - اِسکے بعد کملنی اور لاڈلی کی مورت چلی اور اُنکے پیچھے والا آدمی بھی جو زنجیر تھامے ہوے تھا پیچھے پیچھے چلا اور اُسیطرح شیشے والی دیوار کے اندر آکر تھوڑی دیر میں اپنے ٹھکانے لوٹ آیا اور وہ دروازہ جون کا تون بند ہو گیا - اب کُنور اِندرجیت سنگھہ کے دل میں کسی طرح کا شک نہین رہا - اُنھین یقین ہوگیا کہ اُس شیشے والے کمرے میں جو کُچھہ ہم دونون نے سنا اور دیکھا وہ دراصل کُچھہ بھی نہ تھا اگر کُچھہ تھا تو یہی جوکہ یہان آنے سے معلوم

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

ھوا ھے - ساتھ ھي اسکے کُمار یہہ بھي سوچنے لگے کہ
"ھمارے ساتھیون اور شناساؤن کي یے مورتین قدیمي
بني ھوئي ھین ! یا تصویرون کي طرح انھین بھي
راجہ گوپال سنگھہ نے تیار کیا ھے اور ان مورتون کا
چلنا پھرنا نیز اِس باجے کا بولنا کسي خاص وقت پر
مقرر ھے یا گھنٹے گھنٹے دو دو گھنٹے پر ایسا ھي
ھوا کرتا ھے ؟ مگر نھین - گھڑي گھڑي بیکار ایسا ھونا
غیر مناسب ھے - تو کیا شیشے والے کمرے مین جب
کوئي جاتا ھے تبھي ایسي باتین ھوتي ھین ؟ کیونکہ
ھم لوگون کے بھي وھان پھونچنے پر یہي معاملہ دیکھنے
مین آیا تھا - اگر میرا یہہ خیال ٹھیک ھے تو اب
بھي اُس شیشے والے کمرے مین کوئي پھونچا ھوگا -
غیر آدمي کا یہان پھونچنا تو ناممکن ھے اگر کوئي
وھان پھونچا ھے تو خواہ وہ آنندسنگھہ ھو یا راجہ
گوپال سنگھہ ھون - کون ٹھکانا پھر کسي سبب سے آنند
سنگھہ وھان جا پھونچے ھون ! اگر ایسا ھو تو جسطرح
اِس باجے کي آواز اُس کمرے مین پھونچتي ھے اُسي
طرح میري آواز بھي وھان والا سن سکتا ھے -" وغیرہ
باتین کُمار نے بھت جلد سوچین اور اِسکے بعد اونچي
آواز مین بولے "شیشے والے کمرے مین کون ھے ؟"
جواب - مین ھون آنندسنگھہ - کیا مین بھائي

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

صاحب کي آواز سن رها هون ؟

اِندرجيت - هان - مين يهان آ پهونچا هون تم بهي جهان تک جلد هوسکے اُس اژدهے کے مُنهہ مين چلے جاؤ اور همارے پاس پهونچو •

جواب - بهت اچها •

ساتوان بيان

قسمت جب چکر کهلانے لگتي هے تو دم بهر بهي چين کي نيند سونے نهين ديتي - اِسکي بُري نگاه کے نيچے پڑے هوے آدمي کو اُسيوقت اطمينان نصيب هوتا هے جب اِسکا پورا دوره (جوکُچهه کرنا هو کرکے) گُزر جاتا هے - اِس قصے کو پڑهہ کر ناظرين جان گئے هونگے که اِندرديو بهي دلشاد لوگون مين شمار کئے جانے لايق نهين هے - وه بهي زمانے کے هاتهون اچهي طرح ستايا جاچکا هے - اگرچه اُس جوانمرد کي آنکهون مين بهت سي راتين اُن دنون کي کٹ چکي هين جب که اُسکا بااستقلال دل کئي طرح کي خوشيون سے مايوس هوکر "مرضي مولیٰ" کا ورد کرتا هوا ايک طرح سے بيفکر هو بيٹها تها مگر آج اُسکے آگے وهي مصيبت کي گهڑي پہلے سے دوني مهيب صورت مين آ کهڑي

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

هوئي هے - اِتنے دنون تک تو اِندردیو یهہ سمجھہ کر کہ اُسکي بیوي اور لڑکي اِس دنیا سے کوچ کر گئین صبر کرکے بیٹھا هوا تھا لیکن جب سے اُسے اپني بیوي اور لڑکي کے اِس دنیا مین موجود رهنے کا کُچھہ کُچھہ حال اور آپس والون کي بے ایماني کا پتہ معلوم هوا هے تب سے افسوس - غم اور غصے سے اُسکے دل کي عجب حالت هو رهي هے ٭

لکشمي دیبي - کملني اور لاڈلي کو سمجھا بُجھا کر جب اِندردیو زمانیہ کي طرف بلبهدر سنگھہ کو چھڑانے کي نیت سے روانہ هوا تو پهاڑي کے نیچے پهونچ کر اپنے اصطبل مین سے ایک عمدہ گھوڑا لیا اور اُس پر سوار هو پانچ هي سات قدم آگے بڑھا تھا کہ راجہ گوپال سنگھہ کا بھیجا هوا ایک سوار آ پهونچا جسنے سلام کرکے ایک خط اِندردیو کے هاتھہ مین دیا اور اِندردیو نے اُسے کھول کر پڑھا ٭

اِس خط مین راجہ گوپال سنگھہ نے یهي لکھا تھا کہ "آپ خط دیکھتے هي اکیلے میرے پاس چلے آئیے یهہ سنکر آپکو بڑا تعجب هوگا کہ آجکل اِندرا میرے گھر مین هے اور اُسکي مان بھي جیتي هے جو اگرچہ طلسم مین پھنسي هوئي هے مگر مین اُسے اپني آنکھون سے دیکھہ آیا هون ٭"

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

اِس خط کو پڑھکر اِندردیو کتنا خوش ہوا ہوگا یہہ ہمارے ناظرین خود سمجھہ سکتے ہیں - پس وہ تیزی کے ساتھہ زمانیہ کی طرف روانہ ہوا اور وقت سے پہلے ہی زمانیہ جا پہونچا - جب راجہ گوپال سنگھہ کو اُسکے آنے کی خبر ہوئی تو وہ دروازے تک آکر بڑی محبت سے اِندردیو کو گھر کے اندر لیگئے اور بغلگیر ہوکر اپنے پاس بیٹھایا اور اِندرا کو بُلوا بھیجا - جب اِندرا نے اپنے باپ کے آنےکی خبر پائی دوڑتی ہوئی راجہ گوپال سنگھہ کے پاس آئی اور اپنے باپ کے پیرون پر گرکر رونے لگی - اِسوقت کمرے میں راجہ گوپال سنگھہ - اِندردیو اور اِندرا کے سوائے اور کوئی نہ تھا - تخلیہ کردیا گیا تھا یہان تک کہ جو لونڈی اِندرا کو بلاکر لائی تھی وہ بھی باہر کردیگئی تھی *

اِندرا کے رونے نے راجہ گوپال سنگھہ اور اِندردیو کا کلیجہ ہلا دیا - وے دونون بھی ضبط گریہ نکرسکے مشکل سے دل کو سنبھالا اور اِندرا کو دلاسا دینے لگے - تھوڑی دیر بعد جب اِندرا کا جی ٹھکانے ہوا اور اِندر دیو نے اُسکا حال پوچھا تو اُسنے اپنا درد ناک قصہ کہنا شروع کیا *

اِندرا کا حال جوکچھہ ہم مندرجہ بالا بیانون میں لکھہ چکے ہیں وہ اور اُسکے بعد اپنا و اپنی مان کا

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

بچھا ہوا قصہ بھي اِندرا نے بيان کيا جسے سنکر اِندر ديو کي آنکھين کُھل گئين اور اُسنے ايک لمبي سانس ليکر کہا :—

"افسوس ! ہردم ساتھہ رہنے والون کي جب يہہ حالت ہے تو کسپر اعتبار کيا جاے ! خير کوئي ہرج نہين •"

گوپال - ميرے پيارے دوست ! جوکُچھہ ہونا تھا سو ہوگيا اب افسوس کرنا فضول ہے - کيا اُن خبيثون کے ہاتھہ سے مين کُچھہ کم ستايا گيا ہون ؟ مگر نہين ايشور انصاف کرنے والا ہے - تم ديکھوگے کہ اُنکا گُناہ اُنہين کسطرح کھاتا ہے - رات گُزر جانے پر اِندراکي مان سے بھي تمھاري ملاقات کراؤنگا افسوس ! بدذات داروغہ نے اُسے ايسي جگہہ پہونچا ديا ہے جہان سے وہ خود تو نکال ہي نہين سکتا تھا مگر مين خود طلسم کا راجہ کہلاکر بھي اُسے چُھڑا نہين سکتا ! اب کُنور اِندرجيت سنگھہ اور آنندسنگھہ طلسم توڑ رہے ہين اميد ہے کہ وہ بيچاري بھي بہت جلد اِس مصيبت سے چھوٹ جائگي •

اِندر - کيا اِسوقت مين اُسے نہين ديکھہ سکتا ؟

گوپال - نہين - اگر دونون کُمار طلسم توڑنے مين ہاتھہ نہ لگا چکے ہوتے تو شايد مين لے بھي چلتا مگر

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

اب رات کے وقت وھان جانا غیر ممکن ھے *

جس وقت اِندردیو اور گوپال سنگھ کي ملاقات ھوئي تھي چراغ جل چکا تھا - گو اِندرا نے اپنا قصہ مختصر میں بیان کیا تھا مگر پھر بھي اِس کام مین ڈیڑھ پھر وقت گُزر گیا - اِسکے بعد راجہ گوپال سنگھ نے اپنے سامنے اِندردیو کو کھلایا پلایا اور تب اِندر دیو نے اپنا اور رھتاس گڈھ کا حال کہنا شروع کیا اور اِس وقت تک جو معاملے ھوچکے تھے سب مفصل بیان کئے - تمام رات بات چیت مین گُزر گئي سویرا ھونے پر ضروري کامون سے چُھٹي پاکر تینون آدمي طلسم کے اندر جانے کے لئے تیار ھوے *

اِس جگہہ ھمین یہہ بھي کہہ دینا چاھئے کہ اِندرا کو طلسم کے اندر سے نکال کر اپنے گھر مین لے آنا راجہ گوپال سنگھہ نے بہت پوشیدہ رکھا تھا اور عیاري کے ڈھنگ پر اُسکي صورت بھي بدلوا دیگئي تھي *
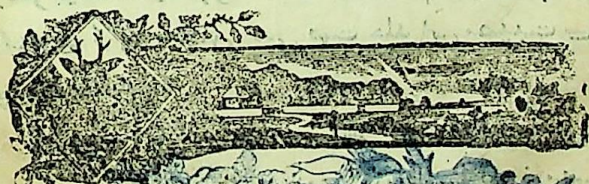
CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

آٹھوان بیان

آنندسنگھ کي آواز سننے پر اِندرجیت سنگھ کا شک جاتا رھا اور وے آنند سنگھ کے آنے کا انتظار کرتے ھوے نیچے اُتر آئے - تھوڑي ھي دیر بعد اپنے چھوٹے بھائي کو اُسي راہ سے آتے دیکھا جس راہ سے وے خود اِس مکان مین آئے تھے •

اِندرجیت سنگھ اپنے بھائي کے لئے بہت ھي مغموم تھے - اُنھین یقین ھوگیا تھا کہ آنندسنگھ کسي آفت مین پھنس گئے اور بغیر تردد کے اُنکا چھوٹنا مشکل ھے مگر تھوڑي ھي دیر مین بِلا تردد کے اُنکے آملنے سے بھي اُنھین کم تعجب نہوا - اُنھون نے آنندسنگھ کو گلے سے لگا لیا اور کہا :—

اِندرجیت — مین تو سمجھا تھا کہ تم کسي آفت مین پھنس گئے ھو اور تمھارے چُھڑانے کے لئے بہت زیادہ تردد کرنا پڑیگا •

آنند — جي نھین - وہ معاملہ تو بالکل کھیل ھي نکلا - سچ تو یہ ھے کہ اِس طلسم مین دلگي اور مسخرے پن کا حصہ بھي ملا ھوا ھے •

اِندرجیت — تو تمھین کسیطرح کي تکلیف نھین ھوئي ؟

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

آنند - کُچھ بھي نہين - ھوا کي کشش کے سبب جب مين شيشے کے اندر چلا گيا تو وہ شيشے کا ٹکڑا جسے دروازہ کہنا چاھئيے بند ھوگيا اور مين نے اپنے کو اندھيرے مين پايا - طلسمي خنجر کا قبضہ دباکر روشني کي تو سامنے ايک چھوٹا سا دروازہ ايک پلے کا ديکھائي ديا جسمين کھينچنے کے لئيے اوھے کي دو کڑيان لگي ھوئي تھين - مين نے بائين ھاتھہ سے ايک کڑي پکڑ کر دروازہ کھينچنا چاھا مگر وہ تھوڑا سا کھنچ کر رہ گيا - سوچا کہ اِسمين دو کڑيان اِسي لئيے لگي ھين کہ دونون ھاتھون سے پکڑکر دروازہ کھينچا جاے - پس طلسمي خنجر نيام مين رکھہ ليا جس سے پھر اندھيرا ھوگيا اور اِسکے بعد دونون ھاتھون سے دونون کڑيان پکڑکر اپني طرف کھينچنا چاھا ليکن ميرے دونون ھاتھہ اُن کڑيون مين چپک گئيے اور دروازہ بھي نہ کُھلا - اُسوقت مين بہت ھي گھبرايا اور ھاتھہ چُھڑانے کے لئيے زور کرنے لگا - دس بارہ لمحے کے بعد وہ کڑي پيچھے کي طرف ھٹي اور مُجھے کھينچتي ھوئي دور تک ليگئي - مين يہہ نہين کہہ سکتا کہ کڑيون کے ساتھہ ھي ساتھہ دروازے کا کتنا بڑا حصہ پيچھے کي طرف ھٹتا تھا مگر اِتنا معلوم ھوا کہ مين ڈھالوين زمين کي طرف چل رھا ھون - آخر جب اُن

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

کڑیون کا پیچھے ھٹنا بند ھو گیا تو میرے دونون ھاتھ بھي چھوٹ گئے اور اِسکے بعد تھوڑي دیر تک گھڑگھڑاھٹ کي آواز آتي رھي اور تب تک مین چپ چاپ کھڑا رھا •

جب گھڑگھڑاھٹ کي آواز بند ھوگئي تو مین نے طلسمي خنجر نکال کر روشني کي اور اپنے چارونطرف غور کرکے دیکھا - جدھر سے ڈھالوین زمین پر اُترتا ھوا وھان تک پھونچا تھا اُس طرف یعني پیچھے کي طرف بغیر چوکھٹ کا دروازہ بند پایا جس سے معلوم ھوا کہ اب مین پیچھے کي طرف نہین ھٹ سکتا مگر داھني طرف ایک اور دروازہ دیکھہ کر مین اُس کے اندر چلا گیا اور دو قدم کے بعد گھوم کر پھر مجھہ کو اونچي زمین یعني چڑھاؤ پر چڑھنا پڑا جس سے صاف معلوم ھوگیا کہ مین جدھر سے اُترتا ھوا آیا تھا اب اُسي طرف جا رھا ھون - کئي قدم جانے بعد پھر بند دروازہ ملا مگر وہ خودبخود کھل گیا - جب مین اُسکے اندر گیا تو اپنے کو اُسي شیشے والے کمرے مین پایا اور گھوم کر پیچھے کي طرف دیکھا تو صاف دیوار نظر آئي یہہ نہین معلوم ھوتا تھا کہ مین کس دروازے کو لانگھہ کر کمرے مین آپھونچا - اِسي سے مین کہتا ھون کہ طلسم بنانے والے مسخرے بھي تھے کیونکہ اُنھین

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

کي چالاکیون نے مُجھے گُھما پھرا کر پھر اُسي کمرے مین پہونچا دیا جسے ایک طرح کي زبردستي کہني چاهئیے •

مین اُس کمرے مین کهڑا هوا تعجب سے اُسي شیشے کي طرف دیکھ رها تھا کہ پہلے کي طرح دو آدمیون کے بات چیت کرنے کي آواز سنائي دي - مین آپ کے ساتھ اُس کمرے مین تھا تب جو جو باتین سننے مین آئي تھین وهي باتین سنین اور جن لوگون کو اُس آئینے کے اندر آتے جاتے دیکھا تھا اُنھین کو پھر دیکھا - بِلاشک مُجھے بڑا هي تعجب هوا اور مین بڑے غور سے اُن باتون کو سوچنے لگا اِتنے هي مین آپکي آواز سنائي دي اور آپکے حکم بموجب اژدھے کے مُنھ مین جاکر مین یہان تک آپہونچا - آپ کس راہ سے یہان آئے هین ؟

اِندرجیت - مین بھي اُسي اژدھے کے مُنھ مین هوتا هوا آیا هون - یہان آنے پر مُجھے جو جو باتین معلوم هوئي هین اُن سے شیشے والے کمرے کا کُل بھید معلوم هوگیا •

آنند - سو کیا ؟

اِندرجیت - میرے ساتھ آؤ مین تمھین سب تماشہ دیکھاتا هون •

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

اپنے چھوتے بھائي کو ساتھ لئے ھوے کُنور اِندر جیت سنگھ، نیچے کي منزل والي سب چیزون کو دکھا کر اوپر والي منزل مین گئے اور وھان کا بالکل حال کہا - باجہ اور مورت بھي دیکھایا اور باجے کے بولنے و مورت کے چلنے پھرنے کے بارے مین بھي اچھي طرح سمجھایا جس سے اِندرجیت سنگھ کي طرح آنندسنگھ کا بھي شک جاتا رھا - اِسکے بعد آنندسنگھ نے پوچھا کہ اب کیا کرنا چاھئے؟

اِندرجیت - یہان سے باھر نکلنے کے لئے دروازہ تلاش کرنا چاھئے - یہہ تو ھم تحقیق کرچکے ھین کہ اِس منزل کے اوپر جانے کے لئے کوئي راستہ نہین ھے اور نہ اوپر جانے سے کُچھ کام ھي چلیگا پس ھمین پھر نیچے والي منزل مین چل کر کوئي دروازہ ڈھونڈھنا چاھئے یا تمنے اگر کوئي اور بات سوچي ھو تو کہو ٭

آنند - مین تو یہہ سوچتا ھون کہ ھم لوگ طلسم توڑنے کے لئے یہان آئے ھین اِسلئے جہان تک ھوسکے یہان کي چیزون کو توڑ پھوڑ اور غارت کرنا چاھئے اِسي بیچ مین کہین نہ کہین کوئي دروازہ دیکھائي دے ھي جائگا ٭

اِندرجیت - (مُسکرا کر) یہہ بھي ایک بات ھے - خیر تم اپنے ھي خیال کے مطابق کارروائي کرو ھم تماشہ

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

دیکھتے ھیں •

آنند - بہت اچھا - آئیے پہلے اُس دروازے کو کھولیں جسمیں پتلیاں جاتي ھیں •

اِتنا کہکر آنندسنگھ اُس دالان میں گئے جسمیں کھلني - لاڈلي اور عیاروں کي مورتیں تھیں - ھم اوپر لکھ چکے ھیں کہ "مورتیں لوھے کي نالیوں پر چلکر شیشے والي دیوار کے پاس پہونچتي تھیں اور وھاں کا دروازہ خودبخود کُھل جاتا تھا - آنندسنگھ بھي اُسي دروازے کے پاس گئے اور کُچھ سوچکر اُنھیں نالیوں پر پیر رکھا جن پر پتلیاں چلتي تھیں •

نالیوں پر پیر رکھنے کے ساتھ ھي دروازہ کُھل گیا اور دونوں بھائي اُس دروازے کے اندر چلے گئے - اِنھیں وھاں دو راستے دیکھائي دئے - ایک کا دروازہ تو بند تھا اور زنجیر میں ایک بھاري قفل لگا ھوا تھا اور دوسرا راستہ شیشے والي دیوار کي طرف گیا ھوا تھا جس میں پتلیوں کے لئے نالیاں بني ھوئي تھیں - پہلے دونوں کُمار پتلیوں کے آنے کا حال معلوم کرنے کي نیت سے اُسیطرف گئے اور وھاں اچھي طرح گھوم پھرکر دیکھنے اور جانچ کرنے پر جوکچھ معلوم ھوا اُسکا لب لباب اھم ذیل میں لکھتے ھیں:—

وھاں شیشے کي تین دیواریں تھیں اور ھر ایک

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

کے بیچ میں آدمیون کے چلنے پھرنے لایق راستہ چھوتا ہوا تھا - پہلي شیشے کي دیوار جو کمرے کي طرف تھي سادي تھي یعني اُسکے پیچھے پارے کي قلعي نہ تھي - ہان اُسکے بعد والي دوسري شیشے والي دیوار مین قلعي کي ہوئي تھي اور زمین پر پتلیون کے چلنے کے لئے نالیان اِس ڈھنگ سے بني ہوئي تھین کہ باہر والون کو دیکھائي نہ دے اور پتلیان قلعي والے شیشے کے ساتھہ مل سکین - یہي سبب تھا کہ کمرے کي طرف سے دیکھنے والون کو شیشے کے اندر آدمي چلتا ہوا معلوم ہوتا تھا اور اُن نقلي آدمیون کي پرچھائین جو شیشے مین پڑتي تھي ساتھہ ملے رہنے کے سبب دیکھنے والے کو معلوم نہین ہوتي تھي - مورتین آگے جاکر گھومتي ہوئي دیوار کے پیچھے چلي جاتي تھین - اُسکے بعد پھر شیشے کي دیوار تھي اور اُسپر نقلي قلعي کي ہوئي تھي - اِس گلي مین بھي نالي بني ہوئي تھي اور اُسي راہ سے مورتین لوت کر اپنے ٹھکانے جا پھونچتي تھین *

اِن سب چیزون کو دیکھہ کر جب کُمار لوتے تو اُس بند دروازے کے پاس آئے جسمین بڑا سا قفل لگا ہوا تھا اور دروازہ کھول کر دونون بھائي اُسکے اندر گئے - تین چار قدم جانے بعد نیچے اُترنے کے لئے سیڑھیان

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

ملین - اِندرجیت سنگھ اپنے ہاتھ میں طلسمی خنجر لئے ہوے روشنی کر رہے تھے •

دونون بھائی سیڑھیان اُترکر نیچے چلے گئے اور اِسکے بعد اُنھین ایک باریک سرنگ مین چلنا پڑا - تھوڑی دور بعد ایک اور دروازہ ملا اُسمین بھی تالا لگا ہوا تھا - آنند سنگھ نے طلسمی خنجر سے اُسکی بھی زنجیر کاٹ ڈالی اور دروازہ کھول کر دونون بھائی اُسکے پار چلے گئے •

اِس وقت دونون کُمارون نے اپنے کو ایک باغ مین پایا - یہہ باغ چھوٹے چھوٹے جنگلی درختون و بیلون سے بھرا ہوا تھا - گو یہان کی کیاریان نہایت خوب صورت اور سنگ مرمر کے پتھر سے بنی ہوئی تھین مگر اُنھین سوائے جھاڑ جنکھاڑ کے اور کُچھ بھی نہ تھا - اِسکے علاوہ اور بھی چارونطرف ایک قسم کا جنگل ہو رہا تھا - ہان دو چار درخت میوہ کے وہان ضرور تھے اور ایک چھوٹی سی نہر بھی ایک طرف سے آکر باغ مین گھومتی ہوئی دوسری طرف نکل گئی تھی اور وسط باغ مین ایک چھوٹا سا بنگلہ بھی بنا ہوا تھا جسکی زمین - دیوار اور چھت وغیرہ سب پتھر کی اور مضبوط بنی ہوئی تھین مگر پھر بھی اُسکا کُچھ حصہ ٹوٹ پھوٹ کر خراب ہوگیا تھا •

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

جس وقت دونون کُمار اِس باغ مین پہونچے تھے اُس وقت دن بہت کم باقي تھا اور یے دونون بھي بھوکھ، پیاس اور تھکاوت سے پریشان هورهے تھے پس نھر کے کنارے جاکر دونون نے هاتھ، مُنھ دھویا اور ذرا آرام لیکر ضروري کامون کے لئے چلے گئے - اُس سے بھي فارغ هونے بعد دو چار پھل توڑکر کھائے اور نھر کا پاني پیکر اِدھر اُدھر گھومنے پھرنے لگے - اُسیوقت اُن دونون کو یہہ بھي معلوم هوگیا کہ جس دروازے کي راہ سے وے دونون اِس باغ مین آئے تھے وہ خود بخود ایسا بند هوگیا کہ اُسکے کُھلنے کي امید بھي نہ رهي •

دونون بھائي گھومتے هوے بیچ والے بنگلے مین آئے - دیکھا کہ تمام زمین کوڑے کرکٹ سے خراب هو رهي هے - ایک درخت سے بڑے بڑے پتون والي ایک چھوٹي سي شاخ توڑ کر تھوڑي سي زمین صاف کي اور رات بھر اُسي جگھہ رهکر گُزارہ کیا •

صبح کو ضروریات سے فارغ هوکر دونون بھائیون نے نھر مین دوپتہ (کمربند) دھوکر سوکھنے ڈالا اور جب وہ سوکھ گیا اشنان پوجا سے چُھٹي پا دو چار پھل کھاکر پاني پیا اور باغ مین گھومنے لگے •

اِندرجیت - جھانتک مین سمجھتا هون یہہ وهي

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

باغ هے جسکا حال طلسمي باجے سے معلوم هوا تها مگر اُس پندتي کا کهين پته نهين لگتا *

آنند - بِلا شک يهه وهي باغ هے - يهه بيچ والا بنگله همارا شک دور کرتا هے اِسلئيے جلدي کرکے اِس باغ سے باهر هو جانے کي فکر نه کرني چاهئيے - کهين ايسا نهو که "منو باٹکا" اِسي کا نام هو اور هم لوگ دهوکهے مين آکر اِسکے باهر هوجائين - باجے نے بهي يهي کها تها که "اگر اپنا کام کئيے بغير 'منوباٹکا' کے باهر هوجاؤگے تو تمهارے کئيے کُچهه بهي نهوگا - نه تو پهر 'منوباٹکا' مين جاسکوگے اور نه اپني جان بچا سکوگے *"

اِندرجيت - رکت گنتهه مين بهي تو يهي بات لکهي هوئي هے اِس لئيے مين بهي يهان سے باهر نکل چلنے کے لئيے نهين کهه سکتا - جس طرح هو اُس پندتي کا پته لگانا چاهئيے *

ناظرين ! طلسمي کتاب (رکت گنتهه) اور طلسمي باجے سے دونون کُمارون کو يهه معلوم هوا تها که "منو باٹکا مين کسي جگهه زمين پر ايک چهوتي سي پندتي بني هوئي مليگي اُسکا پته لگاکر اُسي کو اپنے مطلب کا دروازه سمجهنا -" يهي سبب تها که دونون کُمار اُس پندتي کو ڈهونڈهه نکالنے کي فکر مين لگے هوے

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

تھے مگر اُس پنڈتي کا پتہ نہین لگتا تھا - لاچار کئی دنون تک اُنھین اُس باغ مین رھنا پڑا - آخر ایک گھني جھاڑي کے اندر چھوٹي سي پنڈتي کا پتہ لگا - وہ پنڈتي ھاتھ بھر اونچي اور تین ھاتھ کے گھیرے مین ھوگي - یہہ کسي طرح بھي معلوم نہین ھوسکتا تھا کہ یہہ پنڈتي پتھر کي ھے یا لوھے پیتل وغیرہ کسي دھات کي بني ھوئي ھے - جس چیز سے وہ پنڈتي بني ھوئي تھي اُسي چیز سے بنا ھوا ایک سورج مُکھي کا پھول اُسکے اوپر جڑا ھوا تھا اور وھي پھول اس پنڈتي کي پوري شناخت تھي - آنند سنگھہ نے خوش ھوکر اِندرجیت سنگھہ سے کہا :—

آنند - بارے کسي طرح سے ایشور کے فضل سے اِس پنڈتي کا پتہ لگ تو گیا ! مین سمجھتا ھون اِسمین آپکو بھي کسي طرح کا شک نہوگا •

اِندرجیت - ھمین کسي طرح کا شک نہین ھے - یہہ پنڈتي ضرور وھي ھے جسے ھم لوگ ڈھونڈھ رھے تھے - اب اِس زمین کو اچھي طرح صاف کرکے اپنے سچے مددگار رکت گنتھہ سے ھاتھ دھو بیٹھنے کے لئے تیار ھوجانا چاھئے •

آنند - جي ھان ایسا ھي ھونا چاھئے - اگر رکت گنتھہ مین کچھہ شک ھو تو اُسے پھر دیکھہ جائیے •

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

اِندرجیت - گو اُس کتاب میں مُجھے کسي طرح کا شک نہیں ھے اور جو کُچھہ اُسمیں لکھا ھے مُجھے بخوبي یاد ھے مگر رفع شک کے ایک دفعہ اُلٹ پلٹ کے دیکھہ لونگا *

آنند - میرا بھي یہي ارادہ ھے - یہہ کام گھنٹے دو گھنٹے کے اندر ھو بھي جائگا - پس آپ پہلے رکت گنتھہ دیکھہ جائیے تب تک میں اِس جھاڑي کو صاف کر ڈالتا ھون *

اِتنا کہکر آنندسنگھہ نے طلسمي خنجر سے کاٹ کاٹ کے پنڈي کے چارونطرف کے جھاڑ جھنکھاڑ کو صاف کرنا شروع کیا اور اِندرجیت سنگھہ نہر کے کنارے بیٹھہ کر طلسمي کتاب کو اُلٹ پلٹ کر دیکھنے لگے - تھوڑي دیر بعد اِندرجیت سنگھہ آنندسنگھہ کے پاس آئے اور بولے "لو اب تم بھي اِسے دیکھہ کر اپنا شک مٹا لو تب تک تمھارے کام کو میں پورا کر ڈالتا ھون *

آنندسنگھہ نے اپنا کام چھوڑ دیا اور اپنے بھائي کے ھاتھہ سے رکت گنتھہ لیکر نہر کے کنارے چلے گئے اور اِندرجیت سنگھہ نے طلسمي خنجر سے پنڈي کے چارونطرف کي صفائي کرنا شروع کردي - تھوڑي ھي دیر میں جو کُچھہ گھاس پھوس جھاڑ جھنکھاڑ پنڈي

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

کے چارون طرف تھا صاف ھوگیا اور آنندسنگھ بھی طلسمي کتاب دیکھ کر اپنے بھائي کے پاس چلے آئے اور بولے "اب کیا حکم ھے ؟"

اِسکے جواب مین اِندرجیت سنگھ نے کہا کہ "بس اب نھر کے کنارے چلو اور رکت گنتھ کا آٹا گوندھو۔"

دونون بھائي نھر کے کنارے آئے اور ایک ٹھکانے سایہ دار جگھہ دیکھ کر بیٹھ گئے اور نھر کے کنارے والي ایک پتھر کي چٹان کو پاني سے اچھي طرح دھو کر صاف کیا اور اِسکے بعد رکت گنتھ پاني مین ڈبوکر اُس پتھر پر رکھ دیا - دیکھتے ھي دیکھتے جو کچھ پاني رکت گنتھ مین لگا تھا سب اُسي مین جذب ھوگیا - پھر ھاتھ سے اُسپر پاني ڈالا وہ بھي جذب ھوگیا - اِسي طرح برابر چلو بھر بھر کر اُسپر پاني ڈالنے لگے اور کتاب پاني پي پي کر موٹي ھونے لگي - تھوڑي دیر کے بعد وہ ملایم ھوگئي تب آنند سنگھ نے اُسے ھاتھ سے مل مل کے آٹے کي طرح گوندھنا شروع کیا - شام ھوتے ھوتے تک اُسکي صورت ٹھیک گوندھے ھوے آٹے کي طرح ھوگئي مگر رنگ اُسکا سیاہ تھا - آنندسنگھ نے اُس آٹے کو اُٹھا لیا اور اپنے بھائي کے ساتھ اُس پنڈي کے پاس آئے اور اُنکے حکم بموجب تمام پنڈي پر اُس آٹے کا لیپ کردیا - اِسکے بعد دونون

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

بھائي وھان سے کنارے ھوگئے اور ضروري کامون سے چھٹي پانے کي فکر مین لگے •

نوان بیان

رات آدھي سے کچھ زیادہ جاچکي ھے اور دونون کمار اُسي باغ کے بیچ والے بنگلے کے دالان مین سوئے ھوے ھین - یکایک کسي طرح کي خوفناک آواز سنکر دونون بھائیون کي نیند ٹوٹ گئي اور وے دونون اُٹھکر بنگلے کے نیچے چلے آئے - چارونطرف دیکھنے پر جب اُنکي نگاہ اُس طرف گئي جدھر پنڈي تھي تو کچھ روشني معلوم ھوئي - دونون بھائي اس کے پاس گئے تو معلوم ھوا کہ اُس پنڈي مین سے ھاتھ بھر اونچي لات نکل رھي ھے - یہہ لات (آگ کا شعلہ) نیلے اور کچھ زرد رنگ کي ملي جلي تھي - ساتھ ھي اُسکے یہہ بھي معلوم ھوا کہ لاہ یا رال کي طرح وہ پنڈي گلتي ھوئي زمین کے اندر دھنستي چلي جاتي ھے یا یون کہنا چاھئے کہ جلکر چھوٹي ھوتي جاتي ھے ! اُس پنڈي مین سے جو دھوان نکلتا تھا اُسمین دھوپ یا لوبان کي سي خوشبو آتي تھي •

تھوڑي دیر تک دونون کمار وھان کھڑے رہ کر

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

تماشہ دیکھتے رھے اِسکے بعد اِندرجیت سنگھہ یہہ کہتے ھوے بنگلے کي طرف لوتے کہ "ایسا تو ھونا ھي تھا مگر اُس خوفناک آواز کا پتہ نہ لگا - شاید اِسي میں سے وہ آواز بھي نکلي ھو -" اِسکے جواب میں آنند سنگھہ نے کہا "شاید ایسا ھي ھو !!"

دونوں کُمار اپنے ٹھکانے چلے آئے اور بچي ھوئي رات بات چیت میں گُزاري کیونکہ کھٹکا ھوجانے کے سبب پھر اُنھیں نیند نہ آئي - سویرا ھونے پر جب وے دونوں پھر اُس پنڈي کے پاس گئے تو دیکھا کہ آگ بُجھي ھوئي ھے اور پنڈي کي جگہہ زرد رنگ کي راکھہ موجود ھے - یہہ دیکھہ دونوں بھائي وھاں سے لوٹ آئے اور اپنے معمولي کاموں سے چُھٹي پاکر پھر وھاں گئے اور اُس زرد رنگ کي راکھہ کو نکال کر جگہہ صاف کرنے لگے - معلوم ھوا کہ وہ پنڈي جو جلکر راکھہ ھوگئي ھے قریب تین ھاتھہ کے زمین کے اندر تھي - اِسلئے راکھہ صاف ھوجانے پر تین ھاتھہ کا گڈھا اِتنا لمبا چوڑا نکلا کہ اُسمیں دو آدمي بخوبي جاسکتے تھے - گڈھے کے اخیر میں لوھے کا ایک تختہ تھا جسمیں کڑي لگي ھوئي تھي - اِندرجیت سنگھہ نے کڑي میں ھاتھہ ڈال کر وہ لوھے کا تختہ اُٹھا لیا اور آنند سنگھہ کو دیکر کہا "اِسے کنارے رکھہ دو"

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

لوھے کا تختہ ھتّا دینے بعد تالي کے مُنھہ کي طرح
ایک سوراخ نظر آیا جسمیں اِندرجیت سنگھہ نے وھي
طلسمي تالي ڈالي جو پتلي کے ھاتھہ سے لي تھي -
کچھہ تو وہ تالي ھي اعجوبہ بني ھوئي تھي اور کچھہ
تالا کھولتے وقت اِندرجیت سنگھہ کو بھي عقل سے کام
لینا پڑا - تالا کُھل جانے بعد دروازے کي طرح ایک
پلہ ھتّایا گیا اُس وقت نیچے اُترنے کے لئے سیڑھیاں
نظر آئیں - طلسمي خنجر کي روشني کے سہارے دونوں
بھائي نیچے اُترے اور اندر سے وہ دروازہ بند کرلیا
کیونکہ تالي کا سوراخ دونوں طرف تھا اور وھي تالي
دونوں طرف کام دیتي تھي *

پندرہ یا سولہہ سیڑھیاں اُتر جانے بعد دونوں
کُماروں کو تھوڑي دور تک سرنگ میں چلنا پڑا -
اِسکے بعد اوپر چڑھنے کے لئے پھر سیڑھیاں ملیں اور
اُسي تالي سے کُھلنے لایق دروازہ - سیڑھیاں چڑھنے
اور دروازہ کھولنے بعد کُماروں کو کچھہ مٹي ھتّاني
پڑي اور اِسکے بعد دونوں کُمار زمین کے باھر نکلے *

اِسوقت دونوں کُماروں نے اپنے کو ایک اور ھي باغ
میں پایا جو لمبائي چوڑائي میں اُس باغ سے کچھہ
چھوٹا تھا جسمیں سے کُمار آئے تھے - پہلے باغ کي طرح
یہہ باغ بھي ایک قسم کا جنگل ھورھا تھا - اِندرا کي

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

مان یعنی اندردیو کی بیوی اسی باغ میں مصیبت کے دن کات رہی تھی اور اسوقت بھی اسی باغ میں موجود تھی اسلئے بہ نسبت پہلے باغ کے اس باغ کا نقشہ کچھہ خلاصہ طور پر لکھنا ضروری ہے *

اس باغ میں کسی طرح کی عمارت نہ تھی نہ تو کوئی کمرہ تھا اور نہ کوئی بنگلہ یا دالان تھا - اس لئے بیچاری سرجو کو جاڑے کے موسم کی کلیجہ دہلانے والی سردی - گرمی کی کڑکڑاتی ہوئی دھوپ اور برسات کا موسلدھار پانی اپنے نازک جسم ہی کے اوپر برداشت کرنا پڑتا تھا - ہان کہنے کے لئے اونچے اونچے برگد اور پیپل کے درختوں کا کچھہ سہارا ہو تو ہو مگر بڑے نازو نعم کی پروردہ دن رات راحت میں بسر کرنے والی ایک عصمت مآب عورت کے لئے جنگلی اور ہیبتناک درختوں کا سہارا سہارا نہیں کہا جا سکتا بلکہ وہ اُسکے لئے ڈرانے اور ستانے کا سامان مانا جا سکتا ہے - ہان تھوڑے سے درخت ایسے بھی تھے جنکے پھلوں کو کھاکر شوہر کے ملنے کی شاخ امید میں اُلجھی ہوئی اپنی جان کو وہ بچا سکتی تھی اور پیاس دور کرنے کے لئے اُس نہر کا پانی بھی موجود تھا جو منوباتکا میں سے ہوتا ہوا اس باغ میں بھی آکر بیچاری سرجو کے زندگی کا سہارا ہو رہا تھا -

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

طلسم بنانے والون نے اُس نہرکو اِس قابل نہین بنایا تھا کہ کوئي اُسکے مُہانے کو دم بھرکے لئے سرنگ مان کر ایک باغ سے دوسرے باغ مین جا سکے - اِس باغ کي چاردیواري مین بھي عجیب کاریگري کیگئي تھي - دیوار لانگھہ کر پار ھوجانا تو دور رھے کوئي اُس کو چھو بھي نہین سکتا تھا - کئي قسم کي دھاتون سے اُس باغ کي سات ھاتھہ اونچي دیوار بنائي گئي تھي - جسطرح رسیون کے سہارے قنات کھڑي کیجاتي ھے شکل صورت مین وہ دیوار ویسي ھي معلوم ھوتي تھي - یعني ایک ایک - دو دو کہین کہین تین تین ھاتھہ کي دوري پر دیوار مین لوھے کي زنجیرین لگي ھوئي تھین جنکا ایک سرا تو دیوار کے اندر گُھسا ھوا تھا اور دوسرا سرا زمین کے اندر - چارون طرف کي دیوار مین سے کسي جگہہ ھاتھہ لگانے سے آدمي کے جسم مین بجلي کا اثر ھوجاتا تھا اور وہ بیہوش ھوکر زمین پر گر پڑتا تھا - یہي سبب تھا کہ بیچاري سرجو اُس دیوار کے پار ھوجانے کے لئے کوئي کوشش نکرسکي بلکہ اِس امید مین اُسے کئي دفعہ تکلیفین اُٹھاني پڑي تھین •

اِس باغ کے اوتر طرف کي دیوار کے ساتھہ ملا ھوا ایک چھوٹا سا مکان تھا - اِس باغ مین کھڑے ھوکر

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

دیکھنے والون کو تو وہ مکان هي معلوم هوتا تھا مگر یهہ نهین کهہ سکتے تھے کہ دوسري طرف سے اُسکي کیا صورت تھي - سات کھڑکیان اِس باغ کي طرف تھین جن سے معلوم هوتا تھا کہ یهہ اِس مکان کا ایک خلاصہ کمرہ هے - اِس باغ مین آنے پر سب کے پہلے جس چیز پر کُنور اِندرجیت سنگھہ کي نگاہ پڑي وہ وهي کمرہ تھا اور اُسکي تین کھڑکیون مین سے اِندرا - اِندردیو اور راجہ گوپال سنگھہ اِسي باغ کي طرف جھانک کر کسي کو دیکھہ رهے تھے اور اِسکے بعد جسپر نگاہ پڑي وہ زمانے کے هاتھون سے ستائي هوئي بیچاري سرجو تھي مگر اُسے دونون کُمار پهچانتے نہ تھے •

جسطرح کُنور اِندرجیت سنگھہ اور اُنکے بتانے سے آنندسنگھہ نے راجہ گوپال سنگھہ - اِندردیو اور اِندرا کو دیکھا اُسي طرح اُن تینون نے بھي دونون کُمارون کو دیکھا اور دور هي سے صاحب سلامت کي •

اِندرا نے بھي هاتھہ جوڑکر اور اپنے باپ کي طرف بتاکر کُمارون سے کہا "آپ هي کے قدمون کي بدولت مُجھے والد کي زیارت نصیب هوئي •"

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

دسوان بيان

اب هم اپنے ناظرين کو پهر اُسي سفر مين ليچلتے هين جسمين چنار جانے والے راجه بيريندر سنگهه کا لشکر پڑا هوا هے - ناظرين کو ياد هوگا که که کمبخت منورما نے طلسمي خنجر سے کيشوري - کامني اور کملا کا سر کاٹ ڈالا اور خوشي بهري آواز مين کچهه کهه رهي تهي که پيچهے کي طرف سے آواز آئي "نهين نهين - ايسا نه هوا هے نه هوگا *"

وه آواز دينے والا بهيرو سنگهه تها جسے منورما کے ڈهونڈهه نکالنے کا کام سپرد کيا گيا تها - وه منورما کي تلاش مين چکر لگاتا اور ٹوه ليتا هوا اُسي لشکر مين جا پهونچا تها مگر اُسے اِس بات کا بڑا هي افسوس تها که اُن تينون کا سر کٹ جانے پر وه خيمه کے اندر پهونچا *

همارے عيار کي آواز سنکر منورما چونکي اور اُسنے گهوم کر پيچهے کي طرف ديکها تو هاتهه مين خنجر لئے هوئے بهيروسنگهه پر نگاه پڑي - گو بهيرو سنگهه پر نظر پڑتے هي وه زندگي سے نا اميد هوگئي مگر پهر بهي اُسنے طلسمي خنجر کا وار بهيروسنگهه پر کيا - بهيرو سنگهه پهلے هي سے هوشيار تها اور

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

اُسکے پاس بھي طلسمي خنجر موجود تھا - بھيرو سنگھہ نے اپنے خنجر پر اِس ڈھنگ سے منورما کے خنجر کا وار روکا کہ منورما کي کلائي بھيروسنگھہ کے خنجر پر پڑي اور وہ کٹ کر طلسمي خنجر سميت دور جا گري - بھيروسنگھہ نے اِتنے پر صبر نکرکے اُسي خنجر سے منورما کي ايک ٹانگ بھي کاٹ ڈالي اور اِسکے بعد زور سے چلاکر پہرے والون کو آواز دي •

پہرے والے تو پہلے هي سے بيہوش پڑے هوے تھے مگر بھيروسنگھہ کي آواز نے لونڈيون کو هوشيار کر ديا اور آناً فاناً بہت سي لونڈيان اُس خيمہ کے اندر آ پہونچين اور وهان کي کيفيت ديکھہ زور زور سے رونے اور چلانے لگين •

تھوڑي دير مين اُس خيمہ کے اندر اور باهر بھيڑ لگ گئي - جدھر ديکھئے اُدھر مشعل جل رهي هے اور آدمي پر آدمي ٹوٹا پڑتا هے - راجہ بيريندر سنگھہ اور تيج سنگھہ بھي اُس خيمے مين گئے اور وهان کي کيفيت ديکھہ کر افسوس کرنے لگے - تيج سنگھہ نے حکم ديا کہ تينون لاشين اُسي جگہہ جون کي تون رهنے ديجائين - منورما (جوکہ چہرہ دُھل جانے کے سبب پہچاني جاچکي تھي) يہان سے اُٹھواکر دوسرے خيمہ مين پہونچائي جاے - اُسکے زخم پر پٹي لگائي جاے

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

اور اُس پر سخت پہرہ رھے - اِسکے بعد بھیروسنگھہ
اور تیج سنگھہ کو ساتھہ لئے ھوے راجہ بیریندرسنگھہ
اپنے خیمے مین آئے اور بات چیت کرنے لگے - اُسوقت
خیمے کے اندر سواے اِن تینون کے اور کوئي بھي نہ
تھا - بھیروسنگھہ نے اپنا حال بیان کرکے کہا کہ مُجھے
اِس بات کا بڑا ھي صدمہ ھے کہ کیشوري - کامني اور
کملا کا سر کٹ جانے بعد مین اُس خیمہ مین پھونچا !!

تیج - افسوس کي کوئي بات نہین ھے ایشور
کے فضل سے ھم لوگون کو یہہ بات پہلے ھي معلوم ھوگئي
تھي کہ منورما ھمارے لشکر کے ساتھہ ھے *

بھیرو - اگر یہہ بات معلوم ھوگئي تھي تو آپنے
اُسکا انتظام کیون نہین کیا اور اِن تینون کي طرف
سے بیفکر کیون رھے ؟

تیج - ھم لوگ بیفکر نہین رھے بلکہ جوکُچھہ انتظام
کرنا واجب تھا کیا گیا - تم یہہ سنکر تعجب کروگے
کہ کیشوري - کامني اور کملا مري نہین بلکہ ایشور
کے فضل سے جیتي ھین لونڈي کي صورت مین ھردم
پاس رھنے پر بھي منورما نے دھوکھا کھایا *

بھیرو - منورما نے دھوکھا کھایا ! اور وے تینون
جیتي ھین !!

تیج - ھان ایسا ھي ھوا - اِسکا خلاصہ حال ھم تم

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

سے کہتے ھین پہلے یہہ بتاؤ کہ تمنے منورما کو کیسے پہچانا ؟ ھم تو کئی دنون سے پہچاننے کی فکر مین لگے رھے مگر پہچان نہ سکے کیونکہ منورما کے قبضے مین طلسمی خنجر کا ھونا ھمین معلوم تھا اور ھم ھرایک لونڈی کی اُنگلیون پر طلسمی خنجر کے جوڑ کی انگوٹھی دیکھنے کی نیت سے نگاہ رکھتے تھے *

بھیرو - مین اُسکا پتہ لگاتا ھوا اِس لشکر مین آپہونچا تھا اُسوقت ٹوہ لیتا ھوا جب مین کیشوری کے خیمے کے پاس پہونچا تو پہرے کے سپاھیون کو بیہوش اور خیمے کا پردہ کٹا ھوا دیکھہ مجھے کسی دشمن کے اُسکے اندر جانے کا گمان ھوا اور مین بھی اُسی راہ سے خیمے کے اندر چلا گیا - جب وھان کی کیفیت دیکھی اور اُسکے مُنہہ سے نکلی ھوئی باتین سنین تب شک ھوا کہ یہی منورما ھے مگر یقین تب ھی ھوا جب اُسکا چہرہ صاف کیا گیا اور آپ نے بھی اُسے پہچانا - اب آپ مہربانی کرکے بتائیے کہ کیشوری کامنی اور کملا کیونکر جیتی بچین اور یے تینون جو ماری گئی ھین کون تھین ؟

تیج - ھمین اِس بات کا پتہ تو لگ چکا تھا کہ بھیس بدلے ھوے منورما ھمارے لشکر کے ساتھہ ھے مگر جیسا کہ تمسے کہہ چکے ھین کوشش کرنے پر بھی

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

ہم اُسے پہچان نہ سکے - ایک دن ہم اور راجہ صاحب
شام کے وقت ٹہلتے ہوے خیمے سے کُچھہ دور چلے گئے
اور ایک چھوٹے سے ٹیلے پر چڑھکر غروب ہوتے ہوے
آفتاب کي بہار دیکھنے لگے - اُسیوقت کرشنا جن کا
بھیجا ہوا ایک سوار ہمارے پاس آیا اور اُسنے ایک
خط راجہ صاحب کے ہاتھہ میں دیا - راجہ صاحب نے خط
پڑھکر مُجھے دیا - اُسمیں لکھا ہوا تھا کہ "مُجھے اِس
بات کا پورا پتہ لگ چکا ہے کہ کئي مددگارون کو ساتھہ
لئے ہوے اور بھیس بدلے ہوے منورما آپکے لشکر
میں موجود ہے اور اُسکے علاوہ اور بھي کئي بدذات
کیشوري اور کامني کے ساتھہ دشمني کیا چاہتے ہیں
اِسلئے میري راے ہے کہ بچاؤ اور دشمنون کو دھوکھا
دینے کے لئے کیشوري کامني اور کملا کو چند روز کے
لئے چھپا دینا چاہئے اور اُنکي جگہہ لونڈیون کو شکل
بدل کر رکھہ دینا چاہئے - اِس کام کے لئے میرا ایک
طلسمي مکان جو آپکے راستے ہي میں کُچھہ دور ہٹکر
پڑیگا بہت مناسب ہے - میں نے اِس کام کے لئے وہان
پورا انتظام بھي کردیا ہے اور لونڈیان بھي صورت
بدلنے اور خدمت کرنے کے لئے بھیج دي ہیں کیونکہ
آپکي لونڈیون کي صورت بدلنا ٹھیک نہوگا اور لشکر
میں لونڈیون کي کمي سے لوگون کو شک ہوجائگا پس

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

آپ بہت جلد انتظام کرکے اُن تینون کو اُسي جگہہ پہونچائیدے میں بھي انتظار کرنے کے لئے پہلےھي سے اُس مکان مین جاتا ھون -" وغیرہ - اِسکے بعد اُس مکان کا پورا پورا پتہ لکھکر اپني دستخط ایک خاص نشان کے ساتھہ کردیا تھا تاکہ ھم‌لوگون کو خط لکھنے والے پر کسي طرح کا شک نہو اور اُس مکان کے اندر جانے کي ترکیب بھي لکھدي تھي *

کرشنا جن کي رائے کو راجہ صاحب نے بھي قبول کیا اور خط کا جواب دیکر وہ سوار رخصت کردیا گیا - رات کے وقت کیشوري - کامني اور کملا کو یے باتین سمجھا دیگئین اور اُنھون نے اُسي بدذات منورما کي زباني دو پہر کے بعد یہہ کہلا بھیجا کہ "ھم نے سنا ھے یہان سے تھوڑي ھي دور پر کوئي طلسمي مکان ھے اگر آپ چاھین تو ھم‌لوگ اُس مکان کي سیر کرسکتے ھین وغیرہ -" مطلب یہہ کہ اِسي بہانے سے اُن تینون کو ھم خود رتھہ پر سوار کراکے اُس مکان مین لیگئے اور کرشنا جن کو وھان موجود پایا - اُسنے اپنے ھاتھہ سے اپني تین لونڈیون کو کیشوري کامني اور کملا بناکر ھمارے رتھہ پر سوار کرایا اور ھم اُنھین لیکر اِس لشکر مین لوٹ آئے - تم جانتےھي ھو کہ کرشناجن کتنا بڑا عاقل ھوشیار اور ھم‌لوگون کا دوست آدمي ھے *

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

بھیروسنگھ - بیشک بیشک - اُنکی حفاظت میں کیشوری - کامنی اور کملا کو کسی طرح کی تکلیف نہیں ہوسکتی یہہ آپ نے بڑی خوشی کی بات سنائی میں سمجھتا ہوں کہ اِن بھیدوں کو ابھی آپ پوشیدہ رکھینگے اور یہہ بات ظاہر ہونے نہ دینگے کہ وے تینوں جو ماری گئی ہیں دراصل کیشوری کامنی اور کملا نہ تھیں *

تیج - نہیں نہیں - ابھی اِس بھید کا ظاہر ہونا مناسب نہیں ہے سبھوں کو یہی معلوم رہنا چاہئے کہ درحقیقت کیشوری - کامنی اور کملا ماری گئیں - اچھا اب دوچار باتیں تمہیں اور سمجھا دینا ہے وہ بھی سن لو *

بھیرو - جو ارشاد *

تیج - کرشنا جی تو کام کاجی آدمی ٹھہرا اور وہ ایسے ایسے بکھیڑوں میں پھنسا ہے کہ اُسے دم مارنے کی بھی فرصت نہیں *

بھیرو - بیشک ایسا ہی ہے - اِتنا کام جو وہ کرتے ہیں سو بھی اُنہیں کی عقلمندی کا نتیجہ ہے دوسرا نہیں کرسکتا *

تیج - پس کرشنا جی تو زیادہ دنوں تک اُس مکان میں رہ نہیں سکتا جسمیں کیشوری - کامنی

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

اور کملا هیں - وہ اپنے ٹھکانے چلا گیا هوگا لیکن اُن تینوں کي حفاظت کا پورا پورا بندوبست کرگیا هوگا - اب تم بھي اِسي وقت اُس مکان کي طرف چلے جاؤ اور جب تک همارا دوسرا حکم نہ پہونچے یا کوئي ضروري کام نہ آپڑے تب تک اُن تینوں کے ساتھہ رهو - اُس مکان کا پتہ اور اُسکے اندر جانے کي ترکیب هم تمهیں بتا دیتے هیں *

بهیروسنگهہ - جو ارشاد میں ابهي جانے کے لئے تیار هون *

تیج سنگهہ نے اُس مکان کا پورا پورا حال بهیرو سنگهہ کو بتا دیا اور بهیروسنگهہ اُسي وقت اپنے باپ سے قدمبوس هوکر رخصت هوا *

بهیروسنگهہ کے جانے بعد صبح هونے پر ایک برهمن کے ذریعہ سے نقلي کیشوري - کامنی اور کملا کے لاش کي تجهیز تکفین کرا دیگئي - اِسکے پهلے هي لشکر میں جتنے پڑهے لکهے برهمن تهے سبهون کو جمع کرکے تیج سنگهہ نے یہہ فتوي حاصل کرلیا تها کہ "اُن تینوں کا کوئي رشتہ دار یهان موجود نهیں هے اِسلئے کسي برهمن سے اُنکي تجهیزتکفین کرادینا چاهئے -" اِس کام سے چهٹي پانے بعد لشکر کُوچ کردیا گیا اور سب کوئي دهیرے دهیرے چنارگڈھ کي طرف روانہ هوے *

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

گیارھوان بیان

دونون کُمھار گوکہ سرجو کو پہچانتے نہ تھے لیکن اِندرا کی زبانی اُسکا حال سن چکے تھے اِسلئیے اُنھین شک ھوگیا کہ یہہ سرجو ھے - دوسرے راجہ گوپال سنگھہ نے بھی پکارکر دونون کُمھارون سے کہا کہ اِندرا کی مان یہی سرجو ھے اور اِندردیو نے کُمھارون کی طرف بتاکر سرجو سے کہا کہ "راجہ بیریندر سنگھہ کے دونون لڑکے یہی کُنور اِندرجیت سنگھہ اور آنند سنگھہ ھین جو طلسم توڑنے کے لئیے یہان آئے ھین اِنھین کی بدولت تم اِس آفت سے چھوٹوگی •"

دونون کُمھارون کو دیکھتے ھی سرجو دوڑکر پاس چلی آئی اور کُنور اِندرجیت سنگھہ کے قدمون پر گر پڑی - سرجو عمر مین کُنور اِندرجیت سنگھہ سے بہت بڑی تھی مگر عزت اور مرتبہ کے خیال سے دونون کو اپنا اپنا حق ادا کرنا پڑا - کُمھار نے اُسے قدمون پر سے اُٹھایا اور دلاسا دیکر کہا "سرجو! مین تمھارا حال پورا پورا تو نہین جانتا مگر اِندرا کی زبانی بہت کُچھہ سن چکا ھون - ھم لوگون کو تمھاری حالت پر بہت رنج ھے لیکن اب تمھین چاھئیے کہ اپنے دل سے رنج کو دور کرکے ایشور کا شکر کرو کیونکہ تمھاری

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

مصیبت کا زمانہ اب گُزر گیا ایشور تمهین اِس قید سے بہت جلد چُهڑانے والا هے جب تک هم اِس طلسم مین هین تمهین برابر اپنے ساتهہ رکهینگے - جسدن هم دونون بهائي اِس طلسم کے باهر نکلینگے اُس دن تم بهي دنیا کي هوا کهاتي هوئي معلوم کروگي کہ تمهین ستانے والون مین سے اب کوئي بهي آزاد نهین رہ گیا اور نہ اب تمهین کسیطرح کي تکلیف اُٹهاني پڑیگي - تمهین ایشور کا هزار هزار شکر کرنا چاهئے کہ اِتني آفتین برپا هونے پر بهي تم اپنے شوهر اور اپني پیاري لڑکي کو سواے تمهاري جدائي کے اور هرطرح کے رنج و مصیبت سے خالي پاتي هو - ایشور تم لوگون کا بهلا کرے •"

اِسکے بعد کُمهار نے اُس کهرے کي طرف سر اُٹهاکر دیکها - راجہ گوپال سنگهہ نے اِندردیو کي طرف اشارہ کرکے کہا "اِندرا کے والد اِندردیو کو همنے بُلوا بهیجا هے شاید آج کے پہلے آپ نے اِنهین دیکها نہوگا •"

اُسوقت پهر اِندردیو نے جهک کر کُمهار کو سلام کیا اور کُنور اِندرجیت سنگهہ نے سلام کا جواب دیکر کہا "آپ کا آنا بہت بہتر هوا - آپ اِن دونون کو اپني آنکهون سے دیکهہ کر خوش هوے هونگے - کهئے رهتاس گڈهہ کا کیا حال هے ؟"

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

اِندردیو - سب خیریت هے - مایارانی - داروغہ اور دوسرے قیدیون کو ساتھہ لیکر راجہ بیریندرسنگھہ چنار گڈھہ کي طرف روانہ هوگئے - کیشوري - کامنی اور کملا کو اپنے ساتھہ لیتے گئے - لکشمی دیبي - کملنی لاڈلی اور نقلی بلبھدرسنگھہ کو اُن سے مانگکر مین اپنے گھر لیگیا اور اُنھین اُسی جگہہ چھوڑ کر راجہ گوپال سنگھہ کے حکم سے یہان چلا آیا هون - یہہ حال مختصر مین مین نے اِسلئے بیان کیا کہ راجہ گوپال سنگھہ کي زبانی وهان کا کُل حال آپکو معلوم هوجانا مین سن چکا هون *

اِندرجیت - لکشمی دیبي - کملنی اور لاڈلی کو آپ یہان کیون نہ لے آئے ؟

اِسکا جواب اِندردیو نے تو کُچھہ بھي ندیا لیکن راجہ گوپال سنگھہ نے کہا "یہہ اصلی بلبھدرسنگھہ کا پتہ لگانے کے لئے اپنے مکان سے روانہ هوچکے تھے جب راستے مین میرا خط اِنھین ملا - پرسون ایک خط مُجھہ کو کرشنا جن کا بھیجا هوا پھونچا تھا اُسکے پڑھنے سے معلوم هوا کہ منورما صورت بدل کر راجہ صاحب کے لشکر مین جاملی تھي جسکا پتہ لگانا بہت هي مشکل تھا اور وہ کیشوري - کامنی کو مار ڈالنے کي طاقت رکھتي تھي کیونکہ اُسکے پاس طلسمی خنجر بھي

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

تھا - اِسلئے کرشنا جن نے راجہ صاحب کو لکھہ بھیجا
تھا کہ بہانہ کرکے پوشیدہ طور سے کیشوری - کامنی
اور کملا کو ہمارے فلان طلسمی مکان مین (جسکا پتہ
ٹھکانا اور حال بھی لکھہ بھیجا تھا) جلد بھیج دیجئے -
مین وہان موجود رہونگا اور اُن تینون کے بدلے مین
تین لونڈیون کو کیشوری کامنی اور کملا بناکر بھیج
دونگا جو آپکے لشکر مین رہینگی - ایسا کرنے سے
اگر منورما کا وار چل بھی گیا تو ہمارا کُچھہ نقصان
نہوگا - راجہ صاحب نے بھی یہہ بات پسند کرلی اور
کرشنا جن کے لکھے مطابق کیشوری کامنی اور کملا کو
خود تیج سنگھہ ایک رتھہ پر سوار کراکے کرشنا جن کے
طلسمی مکان مین چھوڑ آئے اور اُنکی جگہہ صورت
بدلی ہوئی لونڈیون کو اپنے لشکر مین لیگئے - آج رات
کو کرشنا جن کا دوسرا خط مُجھے ملا جس سے معلوم ہوا
کہ راجہ صاحب کے لشکر مین نقلی کیشوری - کامنی
اور کملا منورما کے ہاتھہ سے ماری گئین اور منورما
بھی گرفتار ہوگئی - آج کے خط مین کرشنا جن نے یہہ
بھی لکھا ہے کہ تم اِندردیو کو ایک خط لکھدو کہ وہ
لکشمی دیبی - کملنی اور لاڈلی کو بھی بہت جلد
اُسی طلسمی مکان مین پہونچا دے جسمین کیشوری
کامنی اور کملا ہین - مین (کرشنا جن) خود وہان

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

موجود رهونگا اور دو تين روز کے بعد دشمنون کا رنگ ڈهنگ ديکهکر کيشوري - کامني - کملا - لکشمي ديبي - کملني اور لاڈلي کو زمانيه پهونچا دونگا - اِسکے بعد جب راجه بيريندرسنگهه کا حکم هوگا يا جب مناسب هوگا تو سبهون کو چنار پهونچايا جائگا اور اُن لوگون کے سامنے وهان بهوتناتهه کا مقدمه هوگا - کرشنا جن کا يهه لکهنا مُجهے بهت پسند آيا کيونکه وه بهت هي عقلمند اور نيک آدمي هے جو کام کرتا هے اُسمين کُچهه نه کُچهه فايده سمجهه ليتا هے - پس مين چاهتا هون که (اِندرديو کي طرف اشاره کرکے) اِنهين آج هي يهان سے رخصت کردون تاکه يے تينون عورتون کو ليکر بهت جلد کرشنا جن کے طلسمي مکان مين پهونچا دين - وهان دشمنون کا خوف کُچهه بهي نهين هے اور کيشوري و کامني کو اِن لوگون سے ملنے کا بڑا اشتياق هے جيسا که کرشنا جن کے خط سے معلوم هوتا هے *

يهه باتين جو راجه گوپال سنگهه نے کهين دونون کُمارون کو خوش کرنے کے لئے ويسي هي تهين جيسي که چاتک کے لئے سواتي کي بوند - دونون کُمارون کو کيشوري اور کامني کے ملنے کي اميد نے حد سے زياده مسرور کرديا - اِندرجيت سنگهه نے مسکراکر راجه گوپال

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

سنگهه سے کہا "کرشنا جی کي بات ماننا آپ کے لئے اُتنا هي ضروري هے جتنا هم دونون بهائيون کے لئے طلسم توڑکر چنارگڈهه پهونچنا - آپ بہت جلد اِندر دیو کو یہان سے روانہ کیجئے •"

گوپال - ایسا هي هوگا •

آنند - کرشنا جی کا وہ طلسمي مکان کہان پر هے اور یہان سے کے دن کي راہ........

گوپال - یہان سے کُل پندرہ یا سولہہ کوس پر هے •

اِندرجیت - واہ واہ ! تب تو بہت هي نزدیک هے ! (اِندردیو سے) میري طرف سے کرشنا جی کو سلام کہہکر بہت بہت شکریہ ادا کیجئےگا کیونکہ اُنهون نے بڑي چالاکي کے ساتهہ کیشوري - کامني اور کملا کو بچا لیا •

اِندردیو - بہت اچها •

اِندرجیت - تم تو اصلي بلبهدرسنگهہ کا پتہ لگانے کے لئے گهر سے نکلے تهے اُسکا........

اِندردیو - (راجہ گوپال سنگهہ کي طرف اشارہ کرکے) آپ کہتے هیین کہ نقلي بلبهدرسنگهہ نے تمهین دهوکها دیا تم اب اُسکي تلاش مت کرو کیونکہ بهوت ناتهہ نے اصلي بلبهدرسنگهہ کا پتہ لگا لیا هے اور وہ اُنهین چهڑا کر چنارگڈهه لیگیا •

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

اِندرجیت سنگھہ - (گوپال سنگھہ سے) کیا یہہ بات سچ ھے ؟

گوپال - ھان کرشنا جی نے مُجھے یہہ بھی لکھا تھا •

اِندرجیت - (مُسکرا کر) تب تو اِس خبر مین کسی طرح کا شک نہین ھوسکتا •

اِسکے بعد دُنیا کے پرانے قاعدے کے مطابق اور بہت دنون کے بچھڑے ھوے عزیزون کے ملنے پر جیسا ھوا کرتا ھے اُسی کے مطابق اِندردیو اور سرجو مین کُچھہ باتین ھوئین - اِندرا نے بھی مان سے کُچھہ باتین کین اور تب راجہ گوپال سنگھہ اِندرا اور اِندردیو کو ساتھہ لیکر کمرے کے باھر ھوگئے •

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

بارھوان بیان

کیشوري - کامنی اور کملا جس مکان مین رکھی گئي تھین وہ برائے نام ھي طلسمي مکان تھا - اصل مین نہ تو اُس مکان مین کوئي طلسم تھا اور نہ کسي طلسم سے اُسے کُچھہ تعلق تھا - تاھم وہ مکان اور جگھہ بہت پرفضا اور دلچسپ تھي - اونچي اونچي چار پہاڑیون کے بیچ مین بیس بائیس بیگھے کے قریب زمین تھي جسمین طرح طرح کے قدرتي گُل بوتے لگے ہوے تھے جو صرف زمین ھي کي تراوت سے سرسبز بنے رھتے تھے - پورب طرف والي پہاڑي کے اوپر سے صاف اور میٹھے پاني کا جھرنا گرتا تھا جو اُس زمین مین چکر دیتا ھوا پچھم طرف کي پہاڑي کے نیچے جاکر غایب ھو جاتا تھا اور اِس سبب سے وھان کي زمین ھمیشہ تر بني رھتي تھي - بیچ مین ایک چھوٹا سا دو منزلہ مکان بنا ھوا تھا اور اوتر طرف والي پہاڑي پر سو سوا سو ھاتھہ کي بلندي پر چھوٹا سا بنگلہ تھا شاید بنانے والے نے اِسے جاڑے کے موسم کے لئے ضروري سمجھا ھو کیونکہ نیچے والے مکان مین تري زیادہ رھتي تھي - کیشوري - کامني اور کملا اِسي بنگلے مین رھتي تھین اور اُنکي حفاظت کے لئے

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

جو دو چار سپاهي اور لونڈیان تھین اُن سبھون کا ڈیرہ نیچے والے مکان مین تھا نیز کھانے پینے کا سامان اور بندوبست بھي اُسي مین تھا •

اُن تینون کي حفاظت کے لئے وھان جو سپاهي اور لونڈیان تھین اُن سبھون کي صورت عیاري ڈھنگ سے بدلي ھوئي تھي اور یہہ بات کیشوري کامني اور کملا سے کہہ دي گئي تھي تاکہ اُن تینون کو کسیطرح کا کھٹکا نہ رھے •

وے تینون جانتي تھین کہ یے سپاهي اور لونڈیان ھماري نہین ھین پھر بھي موقعہ پر خیال کرکے اُنھین اُن سبھون پر بھروسہ کرنا پڑتا تھا •

اِس مکان مین آنے کے سبب اُن تینون کي طبیعت بہت ھي اُداس تھي - رھتاس گڈھ سے روانہ ھوتے وقت اُن تینون کو یقین ھوگیا تھا کہ اب ھم لوگ بہت جلد چنار گڈھ پہونچنے والے ھین جہان نہ تو کسي دشمن کا خوف رھیگا اور نہ کسیطرح کي تکلیف ھي رھیگي اور اِس سے بھي بڑھکر یہہ بات ھوگي کہ اُسي چنار گڈھ مین ھم لوگون کي مُراد پوري ھوگي - مگر ناکامي نے راستے ھي مین دامن پکڑ لیا اور دشمنون کے خوف سے اُنھین اِس عجیب مقام مین آکر رھنا پڑا جہان سواے غیر کے اپنا کوئي بھي نظر نہین آتا تھا •

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

جسدن یے تینوں یہاں آئي تھیں اُس دن کرشنا جن بھي یہاں موجود تھا - وے تینوں کرشنا جن کو بخوبي جانتي تھیں اور یہہ بھي اُنکو یقین تھا کہ کرشنا جن ھمارا سچا خیرخواہ اور مددگار ھے تسپر تیج سنگھہ نے بھي اُن تینوں کو اچھي طرح سمجھاکر کہہ دیا تھا کہ گوکہ تم لوگوں کو یہہ نہیں معلوم ھے کہ دراصل کرشنا جن کون ھے اور کہاں رھتا ھے تاھم تم لوگوں کو اُسپر اُتنا ھي بھروسہ رکھنا چاھئے جتنا ھم پر رکھتي ھو اور اُسکا حکم بھي اُسي عزت کے ساتھہ ماننا چاھئے جتني عزت کے ساتھہ ھمارا حکم ماننے کي خواھش رکھتي ھو - کیشوري - کامني اور کملا نے یہہ بات بڑي خوشي سے منظور کي تھي ٭

جسوقت یے تینوں اِس مکان میں آئي تھیں اُسکے دو ھي گھنٹے بعد سب سامان ٹھیک کرکے کرشنا جن اور تیج سنگھہ چلے گئے تھے اور جاتے وقت کرشنا جن اِن تینوں سے کہتا گیا تھا کہ "تم اکیلے رھنے کے سبب گھبرانا نہیں میں بہت جلد لکشمي دیبي - کملني اور لاڈلي کو تم لوگوں کے پاس بھجواؤنگا اور تب تم لوگ بڑي خوشي کے ساتھہ یہاں رہ سکوگي - میں بھي جہانتک جلد ھوسکیگا تم لوگوں کو لینے کے لئے آؤنگا ٭"

تیسرے ھي دن بھیروسنگھہ بھي اُس عجیب مکان

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

مین جا پہونچے جنھین دیکھ کیشوري - کامني اور کملا بہت خوش هوئین •

همارے ناظرین جانتے هین که کملا اور بھیرو سنگھ کا دل گھل ملکر ایک هو رها هے پس اِسوقت یهه جگهه اُنھین دونون کے لئے مبارک هوئي اور اُنھین دونون کو یهان آنے کي زیادہ خوشي بھي هوئي مگر اُن دونون کو اپنے مالکون کا زیادہ خیال تھا که اُنکي خوشي کے بغیر اپني خوشي وے نھین چاهتے اور اُنکے مالک بھي اِس بات کو اچھي طرح جانتے تھے •

اُس مقام مین پہونچکر بھیروسنگھ نے وهان کے راستے کي بڑي تعریف کي اور کها که اِندردیو کے مکان مین جانے کا راسته جیسا پوشیدہ اور دشوارگُزار هے ویساهي یهان کا بھي هے - ناواقف آدمي یهان هرگز نهین آسکتا - اِسکے بعد بھیروسنگھ نے راجه بیریندر سنگھ کے لشکر کا حال بیان کیا •

بھیروسنگھ کي زباني لشکر کا حال اور منورما کے هاتھ سے صورت بدلے هوے تینون لونڈیون کے مارے جانے کي خبر سنکر کیشوري اور کامني کے رونگٹے کھڑے هوگئے - کیشوري نے کها "بِلاشک کرشناجن دیوتا هے - اُسکي حیرت انگیز طاقت - اُسکي عقل اور اُسکے خیالات کي جهان تک تعریف کیجاے درست هے اُسنے

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

جوکچھہ، سوچا ٹھیک ھي نکلا ❁"

بھیرو - اِسمیں کوئي شک نہین - تم لوگون کو یہان بُلوا کر اُسنے بڑا ھي کام کیا - منورما تو گرفتار ھوھي گئي اور بھاگ جانے لایق بھي نہین رھي - اُسکے مددگار بھي اگر لشکر کے ساتھہ ھونگے تو اب گرفتار ھوے بغیر نہین رہ سکتے - اِسکے علاوہ......

کملا - ھم لوگون کو مرا جانکر کوئي پوچھا بھي نکریگا اور جب دونون کُمار طلسم کو توڑکر چنارگڈھ مین آجائینگے تب تو یہي دنیا ھم لوگون کے لئے باغ ارم ھوجائگي ❁

بہت دیرتک اِن چارون مین گفتگو ھوتي رھي - اِسکے بعد بھیرو سنگھہ نے وھان کي اچھي طرح سیر کي اور کھا پي کر فارغ ھونے بعد اِدھر اُدھر کي باتون سے اُن تینون کا دل بہلانے لگے اور جب تک وھان رھے اُن لوگون کو اُداس ھونے نہ دیا ❁

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

تیرھوان بیان

شام ھونے مین ابھي دو گھنتے سے زیادہ دیر ھے مگر آفتاب پہاڑ کي آڑ مین ھوگیا اِسلئے اُس مقام مین جہان کیشوري کامني اور کملا ھین پورب طرف والي پہاڑي کے بالائي حصے کے سوا اور کہین دھوپ نہین ھے - وقت اچھا ھے اور جگہہ بھي بہت ھي پرفضا معلوم ھوتي ھے - بھیروسنگھہ ایک درخت کے نیچے بیٹھے کُچھہ بنا رھے ھین اور کیشوري کامني و کملا بنگلے سے کُچھہ دور ھٹکر ایک پتھر کي چٹان پر بیٹھي باتین کررھي ھین - کملا نے کہا "بیکار بیٹھے بیٹھے میرا تو جي گھبرا گیا ٭"

کامني - تم بھي بھیروسنگھہ کے پاس جا بیٹھو اور درخت کي چھال چھیل چھیلکر رسا بٹو ٭

کملا - جي مین ایسے گندے کام نہین کرتي - میرا مطلب یہہ تھا کہ اگر حکم ھو تو مین اِس پہاڑي کے باھر جاکر اِدھر اُدھر کي کُچھہ خبر لے آؤن یا زمانیہ مین جاکر اِس بات کا پتہ لگاؤن کہ راجہ گوپالسنگھہ کے دل سے لکشمي دیبي کي محبت ایکدم کیون جاتي رھي جو آج تک اُس بیچاري کو پوچھنے کے لئے ایک چڑیا کا بچہ بھي نہ بھیجا ٭

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

کیشوري - بہن اِس بات کا تو مُجھے بھي بڑا رنج هے - میں سچ کہتي هون کہ هم لوگون میں سے کوئي بھي ایسا نہین هے جو مصیبت میں اُسکي برابري کرے - راجہ گوپال سنگھہ هي کي بدولت اُسنے جو جو تکلیفین اُٹھائي هین اُسے سننے اور یاد کرنے سے کلیجہ کانپ جاتا هے مگر افسوس ! راجہ گوپال سنگھہ نے اُسکي کُچھہ بھي قدر نکي *

کامني - مُجھے تو سب سے زیادہ صرف اِسي بات کا خیال رهتا هے بیچاري لکشمي دیبي نے جو صدمے سہے هین اُن سبھون سے بڑھکر اُسکے لئے یہہ صدمہ هے کہ راجہ گوپال سنگھہ نے پتہ لگ جانے پر بھي اُسکي کُچھہ خبر نہ لي - سب مصیبتون کو تو وہ سہہ گئي مگر یہہ صدمہ اُس سے نہ سہا جائگا - هاے هاے راجہ گوپال سنگھہ کا بھي کیسا پتھر کا کلیجہ هے !!

کیشوري - ایسي مصیبت کہین مُجھے سہني پڑتي تو میں تو لمحہ بھر بھي اِس دنیا میں نہ رهتي - کیا زمانے سے محبت ایکدم جاتي رهي ؟ یا راجہ گوپال سنگھہ نے لکشمي دیبي میں کوئي عیب دیکھہ لیا هے ؟

کملا - توبہ توبہ ! وہ بیچاري ایسي نہین هے کہ کسي عیب کو اپنے پاس آنے دے - دیکھو اُسنے اپني چھوٹي بہن کي لونڈي بنکر مصیبت کے دن کس طرح

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

سے گُذارے! مگر اُسکي عصمت شعاري کا نتيجہ کُچھ بھي نہ نکلا *

کيشوري - ھا! اِس مصيبت سے بڑھکر دنيا مين کوئي بھي مصيبت نہين ھے (درخت پر بيٹھے ھوے سياہ کوے کي طرف اشارہ کرکے) ديکھو بہن يہہ کوا ھم لوگون کي طرف مُنہہ کرکے بار بار بول رھا ھے - (زمين پر سے ايک تنکا اُٹھاکر) مين ديکھتي ھون کہ يہہ کيا کہتا ھے (تنکے کو اُنگلي سے ناپکر) يہہ کہتا ھے کہ تمھارا کوئي دوست يہان چلا آتا ھے *

کامني - (تعجب سے) سو تمہين کيسے معلوم ھوا کيا کوے کي بولي تم پہچانتي ھو؟ يا اِس تنکے مين کُچھ لکھا ھوا ھے؟ يا يونھي دلگي کرتي ھو؟

کيشوري - مين دلگي نہين کرتي بلکہ سچ کہتي ھون - اِسکا پہچاننا کوئي مشکل نہين ھے *

کامني - بہن مُجھے بھي بتاؤ - تمکو اِسکي ترکيب کسنے سکھائي تھي؟

کيشوري - ميري ماں نے مُجھے ايک اشلوک ياد کرايا تھا اُسکا مطلب يہہ ھے کہ "جب سياہ کوے کي بولي سنے تو ايک بڑا سا صاف تنکا زمين پر سے اُٹھا لے اور اپني انگليون سے ناپکر ديکھے کہ کے انگل ھے جے انگل ھو اُسمين تيرہ اور ملاکر سات سے تقسيم

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

کرے یعنی سات سات کرکے جہانتک اُسمین سے نکل سکے نکال دے اور پھر جو باقی بچے اُسکا حساب لگاوے - ایک بچے تو نفع ہوگا - دو بچے تو کچھہ نقصان ہوگا - تین بچے تو عیش ملیگا - چار بچے تو کھانے کی کوئی چیز ملیگی - پانچ بچے تو کسی دوست کا دیدار ہو - چھہ بچے تو لڑائی ہو اور اگر سات بچے یا یون کہو کہ کچھہ بھی نہ بچے تو اپنی یا اپنے کسی دوست کی زندگی کا خاتمہ ہو - بس اِتنا ہی تو حساب ہے •

کامنی - تم تو اِتنا کہہ گئین لیکن میری سمجھہ مین کچھہ بھی نہ آیا - یہہ تنکا جو تمنے اپنی انگلی سے ناپا ہے اِس کا حساب کرکے سمجھا دو تو سمجھہ جاؤنگی •

کیشوری - اچھا دیکھو - یہہ تنکا جو مینے ناپا تھا چھہ انگل کا ہے - اِسمین تیرہ ملا دیا تو کتنا ہوا؟

کامنی - اُنیس ہوے •

کیشوری - اچھا اِسمین سے کتنے سات نکل سکتے ہین؟

کامنی - (سوچکر) سات اور سات چودہ - دو سات نکل گئے اور پانچ بچے - اچھا اب مین سمجھہ گئی تم ابھی کہہ چکی ہو کہ "اگر پانچ بچے تو کسی دوست کا دیدار ہو - اچھا اب وہ شلوک سنا دو کیونکہ شلوک

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

بڑي جلدي ياد هو جايا كرتا هے •

كيشوري - سنو :-

काकस्य बचनं श्रुत्वा गृहीत्वा तृणमुत्तमम् ।
त्रयोदश समायुक्ता मुनिभिः भागमाचरेत् ॥
लाभं[1] नष्टं[2] महासौख्यं[3] भोजनं[4] प्रियदर्शनम्[5] ।
कलहो[6] मरणं[7] चैव काको वदति नान्यथा ॥

كملا - (هنسكر) شلوك تو آشودهه (غلط) هے •

كيشوري - اچها اچها رهنے ديجئے - غلط هے تو تمهاري بلا سے تم بڑي عالم بنكر آئي هو تو اپنا صحيح كرا لينا •

كامني - (كملا سے) خير تمهارے كهنے سے اگر مان بهي ليا جائے كه شلوك غلط هے مگر اُسكا مطلب تو غلط نهيں هے •

كملا - نهيں نهيں - مطلب كو كون غلط كهه سكتا هے مطلب تو ٹهيك اور سچ هے •

كامني - تو بس پهر هوچكا - بي بي ! دنيا ميں شلوك كي بڑي قدر هوتي هے - پنڈت لوگ اگر كوئي جهوٹهه بات بهي سمجها دينا چاهتے هيں تو جهٹ شلوك بناكے پڑهه ديتے هيں - سننے والے كو يقين هو جاتا هے اور يهه تو واقعي سچّا شلوك هے •

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

کامنی نے اِتنا کہا ھي تھا کہ سامنے سے کسي کو آتے ھوے دیکھہ چونک پڑي اور بولي "اھاھا! دیکھو کیشوري بہن کي بات کیسي سچ نکلي! او کملا راني دیکھہ لو اور اپنا کان پکڑو •"

جس جگہہ کیشوري کامني اور کملا بیٹھي باتین کر رھي تھین اُسکے سامنےھي کي طرف اِس مقام میں آنے کا راستہ تھا - یکایک جسپر نگاہ پڑنے سے کامني چونکي وہ لکشمي دیبي تھي - اُسکے بعد کملني اور لاڈلي دیکھائي دین اور سب کے بعد اِندردیو پر نظر پڑي •

کیشوري - دیکھو بہن ھماري بات کیسي سچ نکلي !!

کامني - بیشک بیشک •

کملا - کرشنا جن سچ ھي کہہ گئے تھے کہ میں اُن تینون کو بھي یہان بِھجوا دونگا •

کیشوري - (کھڑي ھوکر) چلو ھم لوگ آگے چلکر اُنھین لے آوین •

یے تینون لکشمي دیبي - کملني اور لاڈلي کو دیکھہ کر بہت خوش ھوئین اور وھان سے اُٹھہ کر قدم بڑھاتي ھوئي اُنکي طرف چلین - وے تینون بیچ والے مکان کے پاس پہونچنے بھي نہ پائي تھین کہ یےسب اُنکے

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

پاس جا پہونچیں اور اِندردیو کو سلام کرنے بعد آپس
میں باری باری ایک دوسرے کے گلے ملیں - بھیرو
سنگھہ بھی اُسی جگہہ آپہونچا اور خیروعافیت پوچھہ
کر خوش ھوا - اِسکے بعد سب کوئی ملکر اُسی بنگلے
میں آئے جس میں کیشوری - کامنی اور کملا رھتی
تھیں - اِندردیو بیچ والے دومنزلے مکان میں چلے گئے
جسمیں بھیروسنگھہ کا ڈیرہ تھا •

گو وھان خدمت کرنے کے لئے لونڈیوں کی کمی نہ
تھی تاھم کملا نے اپنے ھاتھہ سے طرح طرح کی کھانے کی
چیزیں تیار کرکے سبھوں کو کھلایا پلایا اور محبت
آمیز ھنسی دلگی کی باتوں سے سبھوں کا دل بہلایا -
رات کے وقت جب ھرایک کاموں سے فارغ ھوکر ایک
کمرے میں سب کی سب بیٹھیں تو بات چیت ھونے
لگی :—

کیشوری - (لکشمی دیبی سے) زمانے نے تو ھم لوگوں
کو جدا کردیا تھا مگر ایشور نے رحم کرکے بہت جلد
ملا دیا •

لکشمی - ھاں بہن اِسکے لئے میں ایشور کا شکر
کرتی ھوں - میری سمجھہ میں ابھی تک نہیں آتا
کہ کرشنا جن کون ھے جسکے حکم سے کوئی بھی مُنھہ
نہیں موڑتا - دیکھو تم بھی اُسی کے حکم مطابق یہاں

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

پہونچائي گئين اور هم لوگ بهي اُسي کے حکم سے يہان لائے گئے - جو هو ليکن اِس مين کوئي شک نهين کہ کرشنا جن بہت هي عقلمند اور دوراندیش هے - يہہ سنکر هم لوگون کو بڑي خوشي هوئي کہ کرشنا جن کي چالاکيون نے تم لوگون کي جان بچالي *

کامني - يہہ خبر تمهين کب ملي ؟

لکشمي - اِندرديو جي زمانيہ گئے تهے اسي جگہہ اُنهين کرشنا جن کا خط ملا تها جس سے سب حال معلوم هوا اور اُسي خط کے بموجب هم لوگ يہان پہونچائے گئے *

کيشوري - زمانيہ گئے تهے ؟ راجہ گوپال سنگهہ نے بُلايا هوگا *

لکشمي - (اونچي سانس ليکر) وہ کيون بُلانے لگے تهے اُنهين کيا غرض پڑي تهي ؟ هان همارے باپ کا پتہ لگانے گئے تهے سو وهان جانے پر کرشنا جن کے خط هي سے يہہ بهي معلوم هوا کہ بهوت ناتهہ اُنهين چُهڑاکر چنارگڈهہ ليگيا - ايشور اُسکا بهلا کرے بهوت ناتهہ بات کا دهني نکلا *

کيشوري - (خوش هوکر) بهوت ناتهہ نے يہہ بہت بڑا کام کيا - پهر بهي اُسکے مقدمے مين بڑي اُلجهن نکليگي *

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

لاڑلي - اِسمین کیا شک هے •

کیشوري - اچھا تو زمانیہ میں جانے سے اور بھي کسي کا حال معلوم هوا ؟

کہلنی - هان دونون کُمھارون سے بھي دور کي ملاقات اور بات چیت هوئي کیونکہ وے طلسم توڑنے کي کارروائي کر رهے تھے اور وهان اِندردیو جي نے اپني لڑکي اِندرا کو پایا اور اپني بیوي سرجو کو بھي دیکھا •

کیشوري - (چونک کر اور خوش هوکر) یہہ بڑا کام هوا وے دونون اِتنے دنون تک کہان تھین اور کیسے ملین ؟

لکشمي - وے دونون طلسم مین پھنسي هوئي تھین دونون کُمھارون کي بدولت اُنکي جان بچي •

اِس جگہہ لکشمي دیبي نے سرجو اور اِندرا کا قصہ پورا پورا بیان کیا جسے سنکر وے تینون بہت خوش هوئین اور کہلا نے کہا "دغابازون اور بدمعاشون کے لئے زمانیہ جنت هو رهي تھي •"

لکشمي - تبھي تو مجھے ایسي ایسي مصیبتین اُٹھاني پڑین جن سے ابھي تک چھٹکارا نہین ملتا ! مین نہین کہہ سکتي کہ میرا کیا حال هوگا اور مجھے کیا کرنا هوگا !!

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

کیشوري - کیا زمانیہ میں اِندردیو سے راجہ گوپال سنگھ نے تمھاري نسبت کوئي بات چیت نهین کي ؟

لکشمي - کُچھ بھي نهین - صرف اِتنا کها کہ تم اُن تینون بهنون کو کرشنا جن کے کهے مطابق وهان پهونچا دو جهان کیشوري - کامني اور کملا هین - وهان خود کرشنا جن جائینگے اُس وقت جو کُچھ وہ کهین سو کرنا - شاید کرشنا جن اُن سبھون کو یهان لے آوین *

کامني - (هاتھ مل کر) بس !!

لکشمي - بس اور کُچھ بھي نهین پوچھا اور نہ اِندردیوهي نے کُچھ کها - کیونکہ اُنهین بھي اِس بات کا بڑا رنج هے *

کیشوري - رنج هوا هي چاهے - جو کوئي سنیگا اُسکو اِس بات کا رنج هوگا وہ تو بیچارے تمهارے باپ هي کے برابر ٹھہرے کیون نہ رنج کرینگے (کملني سے) تم تو اپنے بهنوئي صاحب کے مزاج کي بڑي تعریف کرتي تهین *

کملني - بیشک وہ تعریف کے لایق هین - مگر اِس معاملے مین تو مین خود حیران هورهي هون کہ اُنهون نے ایسا کیون کیا ! اُنکے سامنے هي کمارون نے بڑے شوق سے تم لوگون کا حال اِندردیو سے پوچھا اور

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

سبھون کو زنانیہ میں بلا لینے کے لئے کہا مگر اُسپر بھي راجہ صاحب نے ھماري مصیبت زدہ بہن کو یاد نکیا ! امید ھے کہ کل تک کرشنا جن بھي یہان آجاٴینگے دیکھین وہ کیا کہتے ھین •

لکشمي - کہینگے کیا ؟ اگر وہ مُجھے زنانیہ چلنے کے لئے کہینگے بھي تو مین اِس بیعزتي کے ساتھہ جانےوالي نہین ھون - جب میرا مالک مُجھے پوچھتا ھي نہین تو مین کون سا مُنہہ لیکر اُسکے پاس جاؤن اور کس عیش کے لئے یا کس امید پر اِس زندگي کو رکھون ؟

کملا - نہین نہین تمھین اِس قدر رنج نہ کرنا چاھئے ....

کامني - (بات کاٹکر) رنج کیون نکرنا چاھئے بھلا اِس سے بڑھکر بھي کوئي رنج دنیا مین ھے - جسکے سبب سے اور جسکے خیال سے اِس بیچاري نے اِتني مصیبتین اُتھائین اور ایسي حالت مین رھي وھي جب ایک بات نہ پوچھے تو کہو رنج ھو کہ نہو ؟ اور نہین تو اِس بات کا تو خیال کرتے کہ اِسي کي بہن یا اُنکي سالي کي بدولت اُنکي جان بچي - نہین تو دنیا سے اُنکا نام و نشان ھي اُتھہ گیا تھا •

لاڈلي - بہن ! تعجب تو یہہ ھے کہ اِنکي خبر نہ

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

لی تو نہ سہی اپنی اُس انوکھی مایارانی کی صورت تو آکر دیکھہ جاتے جسنے اُنکے ساتھہ.........

کامنی - (جلدی سے) ہان اور کیا ؟ اُسے بھی دیکھنے نہ آئے ! اُنھیں چاھئے تھا کہ رھتاس گدھ میں پھونچ کر اسکی بوٹی بوٹی الگ کردیتے •

اسی طرح یہ سب بڑی دیر تک آپس میں باتیں کرتی رھیں - لکشمی دیبی کی حالت پر سبھون کو رنج افسوس اور تعجب تھا - جب رات زیادہ ھوئی تو سبھون نے پلنگ کا سہارا لیا - دوسرے دن اِن لوگون کو کرشنا جن کے آنے کی خبر ملی •

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri
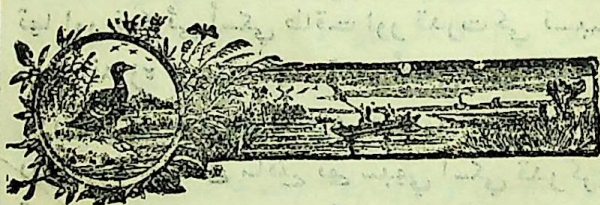
چودھوان بیان

....

کیشوری - کامنی - لکشمي دیبي - کملا اور لاڈلي کو کرشنا جن کے آنے کا انتظار تھا سبھون کے دل مین طرح طرح کي باتین پیدا ھو رھي تھین اور سبھون کو اِس بات کا اشتیاق اور امید تھي کہ کرشنا جن کے آنے پر اِس بات کا پتہ لگ جائگا کہ کرشنا جن کون ھے اور راجہ گوپال سنگھہ نے لکشمي دیبي کو کیون دل سے بُھلا دیا ٭

آخر دوسرے دن کرشنا جن بھي وھان آپھونچا - گو وہ ایک ایسا آدمي تھا جسکي کسيکو بھي خبر نہ تھي - کوئي بھي نہین کہہ سکتا تھا کہ وہ کون اور کہان کا رھنے والا ھے - نہ تو کوئي اُسکي ذات بتا سکتا تھا اور نہ کوئي اُسکي طاقت اور قدرت کي نسبت کُچھہ اندازہ کر سکتا تھا - تاھم اُسکي ھمدردي اور کارروائي سے سبھي لوگ خوش تھے اور اِسلئے کہ راجہ بیریندر سنگھہ اُسے مانتے تھے سبھي اُسکي قدر کرتے تھے - پوشیدہ سے پوشیدہ جگہہ مین پھونچکر سبھون کو وہ ھوشیار کر چکا تھا اِسلئے کیشوري اور لکشمي دیبي وغیرہ کو اُس سے پردہ کرنے کي کوئي ضرورت نہ تھي اور نہ ایسا کرنے کا اُنھین حکم ھي تھا - پس

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

کرشنا جی کے آنے کی خبر پاکر سب خوش ہوئیں اور بیچ والے دومنزلے مکان میں جسمیں سب کے پہلے آکر اُسنے اِندردیو سے ملاقات کی تھی چلنے کے لئے تیار ہوگئیں مگر اُسی وقت بھیروسنگھ نے بنگلے پر آکر لکشمی دیبی وغیرہ سے کہا کہ کرشنا جی خود یہاں چلے آرہے ہیں •

تھوڑی دیر بعد کرشنا جی بنگلے پر آ پہونچا • لکشمی دیبی - کملنی - لاڈلی - کیشوری - کامنی اور کملا نے آگے بڑھ کر اُس کا استقبال کیا اور عزت کے ساتھ لاکر ایک اونچی گدی کے اوپر بیٹھایا اور اُنکی حسب مرضی اِندردیو اور بھیروسنگھ گدی کے نیچے داہنی طرف بیٹھے اور لکشمی دیبی وغیرہ کو سامنے بیٹھنے کے لئے کرشنا جی نے اجازت دی اور سبھوں نے خوشی سے اُسکا حکم مان لیا - کرشنا جی نے سبھوں کی خیریت پوچھی اور پھر یوں بات چیت ہونے لگی :—

کیشوری — آپکی بدولت ہم لوگوں کی جان بچ گئی مگر اُن لونڈیوں کے مارے جانے کا رنج ہے !!

کرشنا — یہہ سب ایشور کے کارخانے ہیں • وہ جو چاہتا ہے کرتا ہے - گو منورما نے کئی شیطانوں کو ساتھ لیکر تم لوگوں کا پیچھا کیا تھا مگر اُسکے گرفتار ہوجانے ہی سے سبھوں کا خوف جاتا رہا - اب جو میں

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

خيال كركے ديكهتا هون تو تم لوگون كا دشمن كوئي
بهي ديكهائي نهين ديتا كيونكه جن بدمعاشون كي
بدولت لوگ دشمن هورهے تهے يا يون كهو كه جو لوگ
اُنكے سرغنه تهے سب گرفتار هوگئے - يهان تك كه اب
اُن لوگون كو قيد سے چهڑانے والا بهي كوئي نه رها •

كملني - ٹهيك هے - تو اب هم لوگون كو چهپكر
يهان رهنے كي كيا ضرورت هے ؟

كرشنا - (هنسكر) تمهين تو تب بهي چهپ كر
رهنے كي ضرورت نهين پڑي جب چارونطرف دشمنون
كا زور بندها هوا تها آجكي كون كهے مگر هان (هاتهه
كا اشاره كركے) اِن بيچاريون كو اب يهان رهنے كي
كوئي ضرورت نهين اور اِسي لئے مين يهان آيا بهي
هون كه تم لوگون كو زمانيه ليچلون اور وهان سے پهر
جسكو جهان جانا هوگا چلا جائيگا •

لكشمي - تو آپ هم لوگون كو چنارگڈه كيون نهين
ليچلتے ؟ يا وهان جانے كا حكم كيون نهين ديتے ؟

كرشنا - نهين تم لوگون كو پهلے زمانيه چلنا چاهئے
يهه صرف ميرا حكم هي نهين هے بلكه مين سمجهتا
هون كه تم لوگون كي بهي يهي خواهش هوگي (لكشمي
ديبي سے) تم زمانيه كي راني هي ٹهرين تمهاري
رعايا خوشي منانے كے لئے اُسدن كا انتظار كر رهي هے

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

جس دن تمهاري سواري شهر کے اندر پهونچیگي اور کهلني و لاتلي تو تمهاري بهن هي تهرين........

لکشهي - (بات کات کر) بس بس مين باز آئي زمانيه کي راني بننے سے وهان جانے کي کوئي حاجت نهين - ميري دونون بهنين بهي جهان مين رهونگي وهان ميرے ساتهه رهينگي •

کرشنا - کيون کيون ايسا کيون ؟

لکشهي ديبي - مين اِسلئے زيادہ کُچهه کها نهين چاهتي که آپنے گو هم لوگون کي بڑي مدد کي هے اور هم لوگ تمام عمر آپکي تابعداري کرکے بهي اُسکا بدله نهين پورا کرسکتے تاهم آپکے نام و نشان سے واقف نهونے کے سبب........

کرشنا - ٹهيک هے - غير مرد سے دل کهول کر باتين کرنا عالیخاندان کي عورتون کو مناسب نهين هے مگر مين گو اِس وقت اپنا نام و نشان نهين بتا سکتا تاهم يهه کهه ديتا هون که رشتے مين راجه گوپال سنگهه کا مين چهوتا بهائي هون اِسلئے تمهين بهاوج مان کر بهت کُچهه کهنے اور سننے کا حق رکهتا هون - تم يقين جانو که ميرے بارے مين راجه گوپال سنگهه تم سے کبهي شکايت نکرينگے چاهے تم مُجهه سے کسيطرح پر بات چيت کيون نکرو (کُچهه سوچکر) مين سمجهتا

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

هون که تم زنانیه جانے سے کیون انکار کرتی هو - شاید تمهین اِس بات کا رنج هے که یکایک تمهارے جیتے رهنے کی خبر پاکر بهی گوپال سنگهه تمهین دیکهنے کے لئیے نه آئیے ....

کملنی - دیکهنے کے لئیے آنا تو دور رهے اپنے هاتهه سے ایک پرزه لکهه کر یهه بهی نه پوچها که تیرا مزاج کیسا هے !!

لاڈلی - آنے جانے والے آدمی تک سے بهی حال نه پوچها !!

لکشمی - (آهسته سے) ایک کُتّے کی بهی اِتنی بیقدری نهین کیجاتی !!

کملنی - ایسی حالت مین رنج هوا هی چاهے - جب آپ یهه کهتے هین که "هم راجه گوپال سنگهه کے چهوٹے بهائی هین -" اور مین سمجهتی هون که آپ جهوٹهه بهی نهین کهتے هونگے - تبهی هم لوگون کو اِتنا کهنے کا حوصله بهی هوتا هے - آپ هی کهئیے که راجه صاحب کو کیا یهی مناسب تها ؟

کرشنا - مگر تم اِس بات کا کیا ثبوت رکهتی هو که راجه صاحب نے اِنکی بیقدری کی ؟ عورتون کی یهی عجیب سمجهه هوتی هے ! اصل حال کو تو جانتین نهین اور شکایت کرنے کو تیار هوجاتی هین •

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

کملنی - ثبوت اب اِس سے بڑھ کر کیا ھوگا جو میں کہہ چکی ھوں ؟ اگر ایک دن کے لئے رھتاس گڈھ آجاتے تو کیا پیر کی مہندی چھوٹ جاتی ؟

کرشنا جن - اپنے بزرگوں کے سامنے اپنی بیوی کو دیکھنے کے لئے آنا کیا یہہ مناسب ہوتا ؟ مگر افسوس ! تم لوگوں کو تو اِس بات کی خبرھی نہیں کہ راجہ گوپال سنگھہ مہاراج بیریندر سنگھہ کے بھتیجے ھوتے ھیں ور اِسی سبب سے لکشمی دیبی کو اپنے گھر میں آگئی ھوئی جان کر اُنھوں نے کسیطرح کی ظاھرداری نکی •

سب - (تعجب سے) کیا مہاراج اُنکے چچا ھوتے ھیں ؟

کرشنا - ھاں ! یہہ بات پہلے ھمھی دونوں آدمیوں کو معلوم تھی اور طلسم توڑتے وقت دونوں کُماروں کو معلوم ھوئی یا آج میری زبانی تم لوگوں نے سنی - خود مہاراج بیریندر سنگھہ کو ابھی تک یہہ بات معلوم نہیں ھے •

لکشمی - اچھا اچھا - جب قرابت اِتنی چھپی ھوئی تھی تو......

کملنی - (لکشمی دیبی کو روک کر) بہن تم رھنے دو میں اِنکی باتوں کا جواب دے لونگی (کرشنا جن سے) تو کیا پوشیدہ طور سے وہ ایک خط بھی نہیں

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

بھیج سکتے تھے ؟

کرشنا - خط بھیجنا تو کیسا بلکہ پوشیدہ طور سے وے خود کئی دفعہ آکر اِنکو دیکھ گئے *

لاڈلی - اگر ایساھی ھوتا تو رنج کاھے کا تھا ؟

کھلنی - اِس بات کو تو وہ ھرگز ثابت نہیں کر سکتے •

کرشنا جن - یہہ بات تو بہت آسانی سے ثابت ھو جائیگی اور تم لوگ سہل ھی مین مان بھی جاؤگی مگر جب اُنکا اور تمھارا سامنا ھوگا تب •

کھلنی - تو آپکی راے ھے کہ بغیر دلجمعی ھوے اور بغیر بُلائے بیعزتی کے ساتھہ ھماری بہن زمانیہ چلی جاے ؟

کرشنا - بغیر بُلائے کیسے ؟ آخر مین یہان کس لئے آیا ھون ! (جیب سے ایک خط نکال کر اور لکشمی دیبی کے ھاتھہ مین دیکر) دیکھو اُنکے ھاتھہ کا لکھا ھوا خط پڑھو •

خط مین یہہ لکھا ھوا تھا :-

"عزیزالقدر کرشنا کو گوپال سنگھہ کی طرف سے بعد دعا کے معلوم ھو کہ عرصہ تین روز کا ھوا تمکو ایک خط بھیج چکا ھون - تم چھوٹے بھائی ھو اِسلئے زیادہ لکھنا مناسب نہین سمجھا صرف اِتنا لکھتے ھین کہ

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

تم خط دیکھتے هي چلے جاؤ اور اپني بھاوج کو مع، اُسکي دونون بھنون کے جھان تک جلد ھو سکے یہان لے آؤ •"

اِس خط کو باري باري سے سبھون نے پڑھا •

کملني - مگر اِس خط مین کوئي ایسي بات نھین لکھي ھے جس سے لکشمي دیبي کے ساتھ، ھمدردي پائي جاتي ھو - جب ھاتھ، دُکھانے بیٹھے ھي تھے تو ایک خط اِنکے نام کا بھي لکھ، ڈالا ھوتا ! اِنھین نھین تو مُجھي کو کُچھ، لکھ، بھیجا ھوتا - میرا اُن کا سامنا ھوے بھي بھت دن نھین ھوے ! معلوم ھوتا ھے کہ تھوڑے ھي دن مین وے بےمُروت اور احسان فراموش ھوگئے !!

کرشنا - احسان فراموش کا لفظ تمنے بھت ٹھیک کھا ! معلوم ھوتا ھے کہ تم اُن پر اپني کارروائیون کا احسان ڈالا چاھتي ھو !!

کملني - (غصے سے) کیون نھین ؟ کیا مین نے اُنکے لئے تھوڑي محنت کي ھے ؟ اور کیا اِسکا یھي بدلہ تھا ؟

کرشنا - جب احسان اور اُسکے معاوضے کا خیال آگیا تو محبت کیسي ؟ محبت مین احسان اور بدلہ پانے کا خیال تو نھونا چاھئے یہہ تو روزگار اور لین دین کا سودا ھوگیا - اگر تم اِسي معاوضہ چُکانے والي

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

کارروائی کو محبت کا معیار سمجھتی ہو تو گھبراتی کیوں ہو ؟ سمجھو ، لو کہ دوکاندار نادہند ہے لیکن بدلہ دینے لایق ہے کبھی نہ کبھی بدلہ مل ہی جائیگا ۔ ہائے ہائے ! عورتیں بھی کتنی جلدی احسان جتانے لگتی ہیں ۔ کیا تم نے کبھی یہہ بھی سوچا ہے کہ تم پر کس کس نے احسان کیا اور تم اُسکا بدلہ کسطرح چکا سکتی ہو ؟ اگر تمہارا ایسا ہی مزاج ہے اور بدلہ چُکا پانے کی تم ایسی ہی خواہشمند ہو تو بس ہو چکا ۔ تمہارے ہاتھوں سے کسی غریب ۔ بیکس یا مصیبت زدہ کا بھلا کیسے ہوسکتا ہے ؟ کیونکہ اُسے تو تم بدلہ چکانے لایق ہرگز نہ سمجھوگی !!

کملنی ۔ (کُچھ شرماکر) کیا راجہ گوپال سنگھ بھی بیکس اور غریب ہیں ؟

کرشنا ۔ نہیں نہیں تو تم نے راجہ سمجھ کے اُن پر احسان کیا تھا ؟ اگر ایسا ہے تو میں تمہیں اُن سے بہت سا روپیہ دلوا سکتا ہوں •

کملنی ۔ جی میں روپئے کی بھوکی نہیں ہوں •

کرشنا جی ۔ بہت ٹھیک ۔ تب تو تم محبت کی بھوکی ٹھہریں !!

کملنی ۔ بیشک •

کرشنا ۔ اچھا تو جو آدمی محبت کا بھوکا ہے

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

اُسے غریب بیکس اور صاحب مقدور مین احسان کرتے وقت فرق کیون دیکھائی دینے لگا اور اسکے دیکھنے کی اُسے ضرورت هي کیا هے ؟ ایسي حالت مین بهي یهي ثابت هوتا هے که تمهارے هاتهون سے غریبون اور دردمندون کو فایده نهین پهونیچ سکتا کیونکه نه تو وے اهل مقدور هین اور نه تم اُن سے اُس احسان کے عوض محبت هي پاکر خوش هوسکتي هو •

کملني – آپ کے اس کهنے سے میري بات نهین کٹتي – محبت کا برتاؤ کرکے تو امیر اور غریب بلکه غریب سے بهي غریب آدمي احسان کا بدله اُتار سکتا هے اور نهین تو وه اپنے اوپر احسان کرنے والے کا دعاگو هي رهیگا – اسکے علاوه احسان اور احسان کا شکریه مانے بغیر دوستي بهي تو نهین هوسکتي ! دوستي کي تو بنیاد هي نیکي هے ! کیا آپ اُنکے ساتهه بهي دوستي کرسکتے هین جو آپکے ساتهه بدي کرین ؟

کرشنا جن – اگر تم صرف احسان مان لینے هي سے خوش هوسکتي هو تو چلکر راجه صاحبا سے پوچهو که وه تمهارا احسان مانتے هین یا نهین – یا اُنکو کهو که احسان مانتے هو تو اسکي منادي کروادو جیسا که لکشمي دیبي نے اندردیو کا احسان مان کر کیا تها •

لکشمي – (شرماکر) مین بهلا اُنکے احسانون کا

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

Ruma Gardhari
CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

بدلہ کیونکر ادا کرسکتي هون اور منادي کروانے سے هوتا هي کیا هے •

کرشنا - شاید راجہ گوپال سنگھہ بھي یہي سوچکر خاموش بیٹھے رهے هون اور دل مین تمھاري تعریف کرتے هون *

لکشمي - (کملني سے) تم تو فضول کي باتین کر رهي هو - اِس بحث سے کیا فایدہ هوگا ؟ مطلب تو اِتنا هي هے کہ مین اُس گھر مین نهین جایا چاهتي جهان اپني عزت نهین پوچھے نهین - چاہ نهین اور جهان ایک دن بھي مین رهي نهین •

کرشنا - اچھا اِن سب باتون کو جانے دو - مین ایک دوسري بات کهتا هون اُسکا جواب دو •

کملني - کهئے •

کرشنا جن - ذرا غور کرکے دیکھو کہ تم اُنکو تو بےمُروت کهتي هو اور اِس کا خیال بھي نهین کرتین کہ تم لوگ اُن سے کهین بڑھکر بےمُروت هو - راجہ گوپال سنگھہ ایک خط اپنے هاتھہ سے لکھہ کر تمھارے پاس بھیج دیتے تو تمھین تسکین هوجاتي مگر خط کے بدلے مین مُجھے بھیجنا تم لوگون کو پسند نہ آیا ! اچھا - احسان جتانے کا راستہ تو تمنے کھول هي دیا هے خودهي گوپال سنگھہ پر احسان جتا چکي هو پس

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

اگر میں بھی یہہ کہوں کہ میں نے تم لوگوں پر احسان کیا ھے تو کیا برائی ھے ؟

کملنی - کوئی برائی نہیں ھے - اِسمیں کوئی شک بھی نہیں کہ آپ نے ھم لوگوں پر بہت بڑا احسان کیا ھے اور بڑے وقت پر آپ نے ایسی مدد کی ھے کہ کوئی دوسرا کرھی نہیں سکتا - ھم لوگوں کا بال بال آپکے احسان سے بندھا ھوا ھے •

کرشنا جن - تو اگر میں ھی راجہ گوپال سنگھہ ھوجاؤں تو ؟

کرشنا جن کی آخری بات نے سبھوں کو چونکا دیا - لکشمی دیبی - کملنی اور لاڈلی کرشنا جن کی صورت دیکھنے لگیں - کرشنا جن اِسوقت بھی ٹھیک اُسی صورت میں تھا جس صورت میں آج کے پہلے کئی دفعہ ھمارے ناظرین اُسے دیکھہ چکے ھیں - کرشنا جن نے اپنے چہرے پر سے ایک جھلی سی اُتارکر الگ رکھہ دی اور اُسی وقت کملنی نے چلاکر کہا "اھا ! یہہ تو خود راجہ گوپال سنگھہ ھیں !!" اور یہہ کہکر اُنکے قدموں پر گر پڑی "آپ نے تو ھم لوگوں کو اچھا دھوکھا دیا !!"

• سولہوان حصہ تمام شد •

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

مصنف بابو دیوکی نندن کھتری

ناول

(بخط ہندی)

چندر کانتا - ناول باتصویر چوب خط مکمل چار حصے ...
چندر کانتا (گٹکا) باریک حرفون مین ایضا ... ع
چندر کانتا (بزبان گورکھا) پہلا حصہ ... ۸/
چندر کانتا سنتتی ۲۴ حصے چوب خط مکمل ...
چندر کانتا سنتتی (گٹکا) مکمل ۲۴ حصے ...
نریندر موہنی - ناظرین کا دل خوش کرنے والا ناول ... ع
کُسم کُماری - عورت کی چالاکی اور دوست کی دوستی کا
نمونہ دکھانے والا ناول قابل دید ہے ... ع
بیریندر بیر (کٹورہ بھر خون) - یہہ ناول بھی نرالا ہے ۱۰/
کاجل کی کوٹھری - رنڈیون کو اور عیاشون کو کس کس
ڈھنگ سے اپنا مطلب نکالنا پڑتا ہے - یہی باتیں
اِس مین دکھائی گئی ہین ... ۱۰/
گپت گودنا - قابل دید ناول ہے پہلا حصہ ... ۸/
لیلی مجنون - مشہور قصہ ہے ... ۲/
سوانح عمری بھوت ناتھ پہلا حصہ ... ۱۲/

منگانے کا پتہ:- منیجر لہری پریس شہر بنارس

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

قابل دید لهري پریس کي چهپي کتابین

ناول بخط هندي

پروین پتهک ...	ع،
پربهات سُندري ...	۱۲/
رنبیر چار حصے ...	للعه -۶
بسنت لتا ...	۱۲/
بیربالیکا ...	۶/
شرسُندري ...	ع،
المنابُدهي پرکاشني ...	۶/
سچا بهادر با تصویر ۴ حصه	للعه،
مدالسا ...	۵/
کانتي مالا ...	۵/
زبردست کي لاٹهي ...	۸/
بین بهنگني ...	۴/
ویچتر خون ...	۵/
شیطان - حصه اول ...	۱۲
خون مشرت چوري ...	۱۲/
ارتهه مین انرته تین حصه	ع، ۸/
پریغام ...	۱۲/
ساهسي ڈاکو ...	۱۲/

کتب متفرقات بخط هندي

مهاراني پدماوتي ناٹک	۴/
دروپدي چیرهرن ناٹک	۶/
نلت سنبهو (ناٹک) ...	۶/
میرابائي کي جیوني ...	۲/
مهاراجه بکرمادت کي جیوني	۴/
ایضاً چهوٹي	۱/
شري سوامي ویشودها نند سرسوتي کا جیون چرتر	۱۰/
پرمهنس شري رام کرشن دیوکا جیون چرتر اور اُپدیش	۵/
بیریندر باجي راو کي جیوني	۱۲/
اُردو شتک ...	۲/
شوچي درپن (متعلق کرم کانڈ)	۴/
راگ مالا (مصنفه تان سین)	۴/
سندري سیندور ...	۲/
سنگار دان ...	۴
ابهاگے کا بهاگ ۵ حصه	عه ۸/
خوني کلائي في حصه	۴/

ڈاک محصول ذمه خریدار هوگا

منگانے کا پته :— منیجر لهري پریس

شهر بنارس

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri